MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاہور

جلد نمبر 23

شمارہ نمبر 02

جون 2022ء، ذوالقعدہ 1443ھ

WWW.MIRRAT.COM

فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ

پہ حالیہ اسرائیلی جارحیت اور بربریت

طریقِ تصوف میں

لطائفِ ستّہ

کا بیان

بھارت میں زور پکڑتا

اسلاموفوبیا

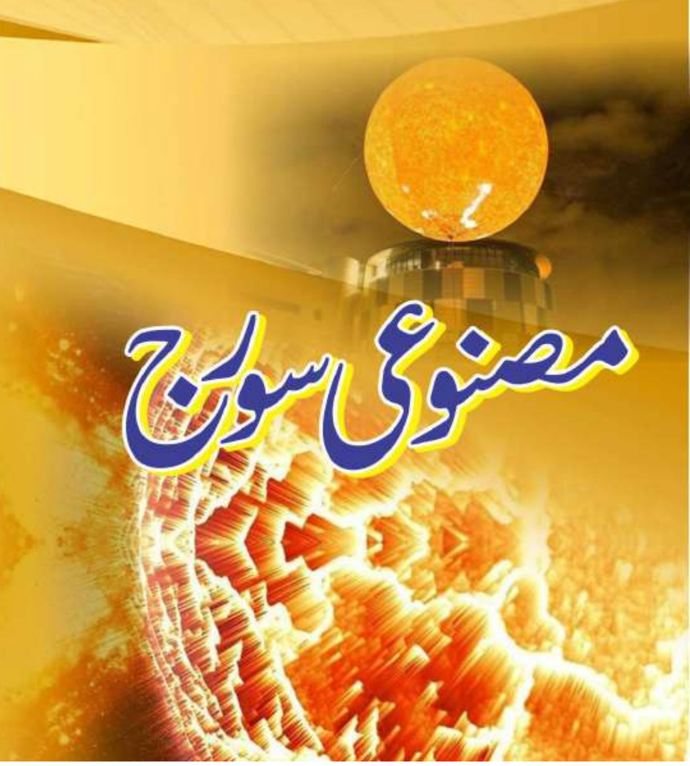

مصنوعی سورج

پاکستان اِس وقت شدید موسمیاتی تبدیلیوں کا سامنا کرنے والے ممالک میں سے ایک ہے۔

موسمیاتی بحران سے نمٹنے اور محفوظ مستقبل کے لیے ہماری انسانی، مذہبی، قانونی اور بطور پاکستانی ذمہ داری ہے کہ ماحول کی بہتری کے لئے اپنا کردار ادا کریں

- ماحولیاتی صفائی کا خاص خیال رکھیں
- پانی کو ضائع ہونے سے بچائیں
- زیادہ سے زیادہ شجرکاری کریں
- درختوں اور جنگلات کی بلاضرورت و بے دریغ کٹائی سے پرہیز کریں

درخت لگانے کی اہمیت حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے:

اگر قیامت کی گھڑی آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہے اور وہ اس کو لگا سکتا ہے تو لگائے بغیر کھڑا نہ ہو۔

(مُسند احمد بن حنبل)

مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جون 2022ء، ذوالقعدہ 1443ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سُلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ: • سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ • مفتی محمد شیر القادری • افضل عباس خان

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	بھارت میں زور پکڑتا اسلاموفوبیا: مسلمانوں کی حالیہ نسل کشی کے تناظر میں	محمد محبوب	6
4	مصنوعی سورج (Artificial Sun)	ندیم اقبال	12
	احکامِ شرع		
5	ظاہری اور باطنی طہارت کی اہمیت و فضیلت	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	14
	تذکرہ		
6	الفقیہ الحافظ امام قاضی عیاض مالکی (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	25
	باھُو شناسی		
7	”عینُ الفقر“ اور ”کلید التوحید“ کے انگریزی تراجم کی تقریبِ رونمائی	مسلم انسٹیٹیوٹ	29
8	طریقِ تصوف میں لطائفِ ستّہ کا بیان	لئیق احمد	32
9	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	47
10	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

آرٹ ایڈیٹر

• محمد احمد رضا • واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
فرانس	امجد علی
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
70 روپے	100 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 840 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1200 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندروڈ، لاہور سے چھپوا کر کمرہ نمبر 9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ 16 میکلوروڈ، دہلی چوک لاہور سے شائع کیا

اللہ

"یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۥ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ"

"اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے سو دنیا کی زندگی تمہیں ہرگز فریب نہ دے دے، اور نہ وہ دغاباز شیطان تمہیں اللہ (کے نام) سے دھوکہ دے"۔(الفاطر:5)

"حضرت مُستَوْرِد فِھْرِی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ تُم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹتی ہے (یعنی انگلی کے ساتھ لگنے والا پانی دنیاوی زندگی اور سمندر میں باقی رہ جانے والا بقیہ پانی آخرت کی زندگی ہے)"۔ (سنن الترمذی، أبواب الزُّھد عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم))

سرِّ ربانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین
سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ
فرمان

سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ ذہین وصاحب بصیرت ہو، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ: اللہ عزوجل کے ایسے ذہین بندے بھی ہیں جو دنیا کی مشقتوں سے ایسے ڈرے کہ انہوں نے دنیا کو طلاق ہی دے ڈالی-وہ دنیا کی بھنور میں اترے بھی تو اعمالِ صالحہ کی کشتی میں بیٹھ کر اترے- انہوں نے اپنی نظر امورِ دنیا کے انجام پر رکھی، دنیا کے زوال پذیری پر غور و فکر کیا اور احوال دنیا کی ظاہری زیب وزینت وحلاوت کے فریب میں نہ آئے-

(سر الاسرار)

سلطان العارفین
حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ
فرمان

جو پاکی بن پاک ماہی دے سو پاکی جان پلیتی ھو
ہک تبخانیں جا واصل ہوئے ہک خالی رہے مسیتی ھو
عشق دی بازی انہاں لئی جنہاں سر دیتیاں ڈھل نہ کیتی ھو
ہرگز دوست نہ ملدا باھو جنہاں ترٹی چوڑ نہ کیتی ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان، اتحاد، تنظیم

"آپ میں سے ہر ایک کو ملک کے دفاع کو مستحکم بنانے کے لیے اہم کردار ادا کرنا ہے اور آپ کا شعار ایمان، تنظیم اور ایثار ہونا چاہیے، آپ اپنے قد کاٹھ کی کمی اپنی جرأت، فرض شناسی اور بے لوث لگن کے ذریعہ پوری کرسکتے ہیں کیونکہ زندگی کی فی الواقع کوئی حقیقت نہیں، صرف ہمت، استقلال اور عزم بالجزم ہی اسے بامعنیٰ بناتے ہیں"-

(بحریہ "دلاور" کے عملے سے خطاب، کراچی، 23 جنوری، 1948ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم
دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم

(بال جبریل)

فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ پہ حالیہ اسرائیلی جارحیت اور بربریت

فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیلی مظالم و تشدد اور مسجدِ اقصیٰ کی کھلی بے حرمتی کوئی نئی بات نہیں ہے اور فلسطینی مسلمان گزشتہ سات دہائیوں سے جرمِ ضعیفی کی سزا بھگت رہے ہیں اور اپنی ہی سرزمین میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں- یہ حقیقت ہے کہ مسئلہ فلسطین پاور پولیٹکس اور عالمی معاشی مفاد کی نظر ہو گیا ہے کیونکہ عالمی برادری اور بحیثیت مجموعی مسلم ممالک فلسطین میں اسرائیلی جبر واستبداد پر چپ سادھے ہوئے ہیں-

مسلسل دوسرے سال ماہ رمضان المبارک میں قابض اسرائیلی فوج نے مقبوضہ بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی اور جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے نمازِ فجر کے وقت نمازیوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں تقریباً 160 نمازی شدید زخمی ہوئے- اسی طرح ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب اور یوم القدس کے موقع پر بھی اسرائیلی فوج نے اپنی جارحیت جاری رکھتے ہوئے آنسو گیس اور ربڑ کی گولیوں سے مسجد اقصیٰ میں فلسطینیوں پر دوبارہ حملے کئے اور 50 کے قریب مزید نمازی زخمی ہوئے- ان تازہ ترین واقعات میں 300 کے قریب فلسطینی زخمی ہوئے جبکہ 400 افراد کو گرفتار کیا گیا- اس سے قبل گزشتہ سال بھی ماہ رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر غاصب اسرائیلی فوج نے نہ صرف مسجد اقصیٰ پر حملہ کیا بلکہ غزہ پر 11 روز شدید فضائی بمباری کرتے ہوئے 256 مظلوم فلسطینیوں بشمول 65 معصوم بچوں کو شہید جبکہ سینکڑوں کو شدید زخمی کیا- اس کے علاوہ بھی فلسطین میں روزانہ کی بنیاد پر ہونے والے سینکڑوں غیر انسانی واقعات ہیں جن کا ذکر کرنے سے روح کانپ اٹھتی ہے مثلاً حال میں اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں الجزیرہ سے وابستہ فلسطینی عیسائی صحافی (شیریں ابو عاقلہ) کا جس قدر بے رحمی سے قتل کیا گیا یہ فلسطینی نسل کشی کی بدترین مثال ہے-

ایسے انسانیت سوز واقعات قابض صہیونی طاقت کے توسیع پسندانہ عزائم سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ کس طرح فلسطینیوں کو ان کی اپنی سرزمین سے مسلسل زبردستی بے دخل کر کے صہیونی آبادکاری کی جارہی ہے- اس صورتحال کے ردِ عمل میں فلسطینیوں کی جانب سے جب بھی شدید مزاحمت کی جاتی ہے تو اسرائیلی فورسز اسے کچلنے اور فلسطینیوں کی تحریکِ آزادی کو دبانے کیلئے تمام اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے لیکن وہ فلسطینیوں کا جذبہ حریت ختم کرنے میں ہمیشہ ناکام ہوئی ہے-

فلسطین کی حالیہ صورتحال پر ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف Apartheid کا مرتکب ہو رہا ہے- رپورٹ میں فلسطینیوں کی زمین اور جائیداد پر 'بڑے پیمانے' پر قبضے، غیر قانونی ہلاکتوں، فلسطینیوں کی ان کی زمین سے دوسرے مقامات پر 'جبری منتقلی'، نقل و حرکت پر سخت پابندیوں، قومیت اور شہریت سے انکار کو ایسے 'نظام کے اجزا قرار دیا گیا جو بین الاقوامی قانون کے تحت نسل پرستی کے زمرے میں آتا ہے- مزید ہیومن رائٹس واچ نے اپنی رپورٹ (2022) میں بتایا ہے کہ اسرائیلی اتھارٹیز کی جانب سے سال 2021ء کے صرف پہلے 6 ماہ میں 666 فلسطینی گھروں کو تباہ کیا گیا جس کی وجہ سے تقریباً 958 لوگ بے دخل ہوئے ہیں-

بدقسمتی سے مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے قیام کے وقت سے ہی چلے آرہے ہیں جن کے ممکنہ حل کیلئے اقوام متحدہ میں درجنوں قرار دادیں بھی منظور ہو چکی ہیں لیکن طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اقوام متحدہ اس پر عمل درآمد کروانے میں ناکام

رہی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ سلامتی کونسل کے مستقل ممالک کے درمیان مفادات کا ٹکراؤ اور دوہرا معیار ہے- تاہم اغیار سے گلہ کیا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اُمتِ مسلمہ مسجدِ اقصٰی کی کھلی بے حرمتی اور اپنے فلسطینی بھائیوں، بہنوں، ماؤں اور بیٹوں پر مظالم پر خاموش کیوں ہے؟ ہمارا ضمیر کہاں کھو گیا ہے؟ کہیں ہم اپنے دینی اساس اور دینی شعائر سے غفلت و بے وفائی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ کیا خونِ مسلم اس قدر سستا ہو گیا ہے؟ کہ مسلم ممالک بشمول او آئی سی نے فلسطین میں ہونے والے حالیہ واقعات پر روایتی مذمتی بیانات دینے پر اکتفاء کیا ہے جو کہ باعث تشویش ہے- اب وہ وقت گزر چکا ہے کہ یہ مسئلہ محض قراردادوں اور مذمتی بیانات سے حل ہو- اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ متحد و یکجا ہو کر مسجدِ اقصٰی کے تحفظ اور فلسطین میں صیہونی اقدامات کے خلاف عالمی برادری، انسانی حقوق اور عالمی انصاف کے اداروں پر یہ دباؤ ڈالے کہ وہ انسانی بنیادوں پر فلسطین کا مسئلہ حل کروائے- مسلم دنیا کے حکمرانوں کو یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ بیت المقدس سے مسلمانوں کا روحانی و نظریاتی تعلق ہے اور اس کی حیثیت ہر مسلمان کیلئے مسلمہ ہے- ہر عام مسلمان کے دل بیت المقدس اور قبلہ اول کے ساتھ دھڑکتے ہیں اس لئے وہ مسجدِ اقصٰی کی بے حرمتی اور فلسطینی مسلمانوں پر مظالم کو کبھی برداشت نہیں کریں گے-

مسئلہ فلسطین پر پاکستان کا مؤقف ہمیشہ واضح اور دوٹوک رہا ہے اور پاکستان نے ہر ممکنہ پلیٹ فارم پر کشمیر کی طرح بغیر کسی سمجھوتے کے فلسطینیوں کے حقِ آزادی کی کھلی حمایت اور جابرانہ صیہونی تسلط کی مخالفت کی ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا-

مزید برآں! آج ہمیں اپنی نئی نسل بالخصوص اپنے تعلیمی اداروں میں باقاعدہ یہ شعور بیدار کرنا ہو گا کہ مسجدِ اقصیٰ ہماری ہے، صرف ہماری اور ہم اپنے فلسطینی بھائیوں سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی بنیاد پر جڑے لازوال رشتے کو کبھی نظر انداز کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں- ملکِ پاکستان کا علمی و ادبی اور تحقیقی طبقہ نوجوان نسل میں اس فکر کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے-

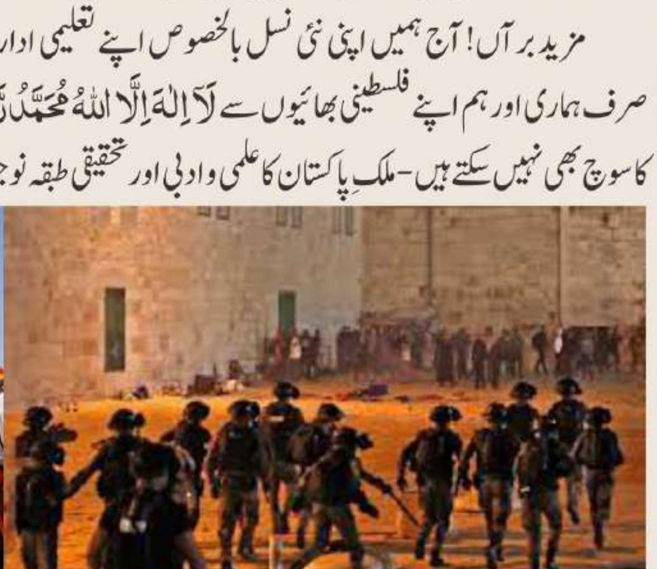

بھارت میں زور پکڑتا

اسلاموفوبیا

مسلمانوں کی حالیہ نسل کشی کے تناظر میں

محمد محبوب

ابتدائیہ:

نسل پرستی، نسل کشی، انتہا پسندی، نفرت و تعصب، مذہبی منافرت، ظلم و تشدد، قتل و غارت گری اور مار پیٹ ایسے الفاظ ہیں جو روزانہ کی بنیاد پر پوری دنیا کے مقامی اور بین الاقوامی الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں سامنے آتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت جمہوریت کی خود ساختہ علمبردار اور نام نہاد داعی ریاستوں نے انسان دشمنی اور انسانی حقوق کی کھلی پامالی کو فروغ دینے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی جن میں فاشسٹ بھارت سرِ فہرست ہے۔ اس وقت بھارت میں بی جے پی (BJP) سرکار کی سرپرستی میں "ہندوراشٹر-مہابھارت" کے قیام اور ہندوتوا کے فروغ کے لئے ظلم و تشدد اور انسانی نسل کشی کی صورت میں اسلاموفوبیا شدت اختیار کر چکا ہے جس کی بھیانک مثال مختلف اصطلاحات اور نظریات کی بنیاد پر بھارت میں مختلف اقلیتوں بالخصوص 220 ملین کے قریب مسلمانوں کی نسل کشی ہے۔

امریکہ کی معروف تنظیم 'ورلڈ وِد آؤٹ جینو سائیڈ' کے بانی اور ایگزیکٹوڈائریکٹر ڈاکٹر ایلن کینیڈی (Dr. Ellen Kennedy) نے امریکی کانگریس میں بریفنگ کے دوران کہا ہے کہ:

"بھارتی حکومت ہولوکاسٹ کی طرح مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے کمربستہ ہے"۔[1]

اسی طرح جینو سائیڈ واچ کے بانی ڈائریکٹر گریگوری اسٹینٹن (Gregory H. Stanton) نے بھی اس دوران "بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام" پر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

> *"We are warning that genocide could very well happen in India".*[2]

علاوہ ازیں امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی نے مسلسل تیسرے سال سفارش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان کو مذہبی آزادی کے حوالے سے 'انتہائی تشویش والے ممالک' کی فہرست میں رکھا جائے۔[3] مزید OIC نے اسلاموفوبیا پر اپنی 14 ویں سالانہ رپورٹ میں ان واقعات کا تفصیلاً ذکر کرتے ہوئے بھارت کو "مسلم اقلیت کے لیے خطرناک اور پُر تشدد جگہ" قرار دیا ہے۔[4] اسی طرح OIC نے 48 ویں وزرائے خارجہ اجلاس میں بھارت میں بڑھتے ہوئے اسلاموفوبیا پر قرارداد پاس کی اور اپنے اعلامیہ میں اس کی شدید مذمت کرتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا۔

---

[1] https://www.thenews.com.pk/amp/954206-indian-govt-gearing-up-for-muslim-genocide-like-holocaust

[2] https://www.genocidewatch.com/single-post/genocide-watch-expert-warns-of-genocide-of-muslims-in-india

[3] https://www.uscirf.gov/news-room/releases-statements/uscirf-releases-2022-annual-report-recommendations-us-policy

[4] https://www.oic oci.org/upload/islamophobia/2022/14th_Annual_Report_on_Islamophobia_March_2022_r2.pdf

بد قسمتی سے اس وقت بھارت میں جہاں ایک طرف ہندتوا نظریات کا پرچار زد عام ہے وہیں دوسری طرف اسلاموفوبیا کی بڑھتی ہوئی لہر بھی تشویش ناک ہے- بھارت میں مقدس گائے، حجاب، لو جہاد اور گھر واپسی کے نام پر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے-

زیرِ نظر مضمون میں بھارت میں مسلمانوں پر بڑھتے خوفناک مظالم کا عالمی اداروں اور تنظیموں کے خدشات کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور بھارت میں خصوصاً بی جے پی سرکار کے ان اقدامات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جن کی بنا پر مسلمانوں کو دیوار سے لگانے کی کوشش کے علاوہ مسلمانوں کے قتل عام اور نسل کشی کی راہیں ہموار کی جارہی ہیں-

سیاسی و مذہبی اجتماعات میں نفرت وحقارت پر مبنی گفتگو:

موجودہ بھارت میں عوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف نفرت اور اشتعال انگیزی پر مبنی گفتگو کو فروغ دیا جارہا ہے- مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا، غلط معلومات اور فیک نیوز کی بنیاد پر ہتھیاروں سے لیس جتھوں کو مسلمانوں پر تشدد اور قتل عام کیلئے اکسایا جاتا ہے- عام سیاسی اور مذہبی اجتماعات کے علاوہ مختلف ڈیجیٹل پلیٹ فارمز جیسا کہ وٹس ایپ، فیس بک، ٹوئٹر اور ریڈاٹ وغیرہ پر ویڈیوز اور میسیجز کی صورت میں نفرت انگیز مواد کی بھرمار ہے-

CARE کی رپورٹ ”Experiences of Muslim in India on Digital platforms with Anti Muslim hate“ کے مطابق ہندتوا کا ڈیجیٹل سٹرکچر منظم طریقے سے ڈس انفارمیشن اور نفرت انگیزی کو پھیلا رہا ہے-[5]

این ڈی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق 2014ء میں مودی گورنمنٹ آنے کے بعد حکومت اور سیاسی جماعتوں کی سینئر قیادت کی طرف سے نفرت انگیزی پر مبنی گفتگو میں بڑی حد تک اضافہ ہوا ہے جس میں صرف BJP کا حصہ 80 فی صد ہے-[6] مثلاً اگر دسمبر 2019ء میں پاس ہونے والے سٹیزن شپ امینڈمنٹ بل (CAA) کے بعد مسلم مخالف جذبات ابھارنے والی تقاریر کا جائزہ لیا جائے تو ان اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے فروری میں دارالحکومت دہلی میں 53 افراد قتل ہوئے جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے-[7]

مزید نفرت انگیز تقاریر اور گفتگو کی سب سے بڑی حالیہ مثال 17 تا 19 دسمبر 2021ء کو ہونے والے ہری دوار شہر میں ہندو انتہا پسندوں کے ایک اجتماع دھرم سنسد میں ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے مسلمانوں کے قتل عام پر ابھارنے کی ہے-[8] بلکہ ایک انتہا پسند ہندو خاتون رہنما نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے مسلم دشمنی اور مذہبی منافرت و تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے یہاں تک کہا کہ:

> ”چند سو ہندو اگر مذہب کے سپاہی بن کر 20 کروڑ مسلمانوں کو ہلاک کر دیں تو وہ فاتح بن کر ابھریں گے- اس خاتون رہنما نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ ایسا کرنے سے ہندو مت کی اصل شکل ”سناتن دھرم“ کو تحفظ حاصل ہو گا“-[9]

مزید تقاریر میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر 20 لاکھ مسلمانوں کا قتل عام کر دیا جائے تو بقیہ مسلمان بے چوں وچرا ’ہندو راشٹر‘

[5]https://carecca.nz/2022/01/27/care-white-paper-experiences-of-muslims-in-india-on-digital-platforms-with-anti-muslim-hate/
[6]https://www.ndtv.com/india-news/bjp-tops-indias-vip-hate-pandemic-ndtv-finds-2703827
[7]https://interactive.aljazeera.com/aje/2020/delhi-riots-portraits/index.html
[8]https://aje.io/qnzt2d
[9]http://85.217.170.64/ur/%D9%85%D9%88%D8%AF%DB%8C-%D8%AC%DB%8C-%D8%A2%D9%BE-%DA%A9%DB%8C-%D8%AE%D8%A7%D9%85%D9%88%D8%B4%DB%8C-%D9%86%D9%81%D8%B1%D8%AA-%D8%A7%D9%86%DA%AF%DB%8C%D8%B2-%D8%A2%D9%88%D8%A7%D8%B2%D9%88%DA%BA-%DA%A9%D9%88-%D8%AA%D9%82%D9%88%DB%8C%D8%AA-%D8%AF%DB%8C%D8%AA%DB%8C-%DB%81%DB%92/a-60366633

تسلیم کر لیں گے- مسلسل 3 دن اس اجتماع میں کھلے عام مسلمانوں کے قتل عام کیلئے تقاریر کی جاتی رہیں لیکن کسی نے کوئی ایکشن نہیں لیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہندتوا سرکار کی مرضی سے ہو رہا تھا-

ان اعلانات کے بعد مسلمانوں کے خلاف تشدد اور انتہا پسندی نے مزید شدت اختیار کی جس کی سب سے خوفناک مثال جہانگیر پوری میں ہنومان جینتی کے دن پر تشدد ہجوم کو ان جگہوں سے گزرنے دیا گیا جہاں زیادہ تر مسلمان رہتے ہیں- ہاتھوں میں تلوار، دیگر تیز دھار دار ہتھیاروں، پستول لہراتے ہوئے اور مسلمانوں کو گالی دیتے ہوئے اس پر تشدد ہجوم نے نماز کے وقت مسجد کے سامنے ہنگامہ برپا کیا-[10]

بھارتی جنتا پارٹی (BJP) کا اقتدار اور مسلمان مخالف اقدامات:

یہ بات دنیا سے ڈھکی چھپی نہیں کہ 2014ء کے بعد جب سے بی جے پی برسرِ اقتدار آئی ہے تب سے مسلم مخالف جذبات میں بھی شدت دیکھنے کو ملی ہے-

2014ء کے بعد 2019ء میں دوبارہ نریندر مودی کا وزیر اعظم منتخب ہونا اور اسی طرح 2017ء کے بعد 2022ء میں بھارت کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش میں ہندو انتہا پسند اور کٹر مسلم مخالف یوگی آدتیہ ناتھ (جس کو مرکز میں مودی کے متبادل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے) کے دوبارہ وزیر اعلیٰ بننے سے واضح ہوتا ہے بھارت مکمل طور ہندو راشٹر بننے کی جانب گامزن ہے- حالیہ 5 میں سے 4 ریاستوں اتر پردیش، اتراکھنڈ، منی پور اور گوا میں بھارتیہ جنتا پارٹی اقتدار میں واپس آگئی ہے- عام طور پر یہی تاثر اور خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس فتح سے مسلمانوں کے حالات مزید گھمبیر ہونگے-[11]

بھارت میں ریاستی انتخابات سے قبل یہ تاثر زد عام تھا کہ اگر مخصوص قسم کا زعفرانی رنگ کا لباس پہننے والے یوگی آدتیہ ناتھ خصوصاً اتر پردیش میں دوبارہ اقتدار میں آتے ہیں تو مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں کے خلاف مبینہ ظلم و تشدد کا سلسلہ تیز ہو جائے گا- اگر ان کے پچھلے پانچ سالہ مسلم مخالف اقدامات کا ذکر کریں تو ان میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی، لو جہاد، گھر واپسی اور بین المذاہب شادیوں پر پابندی نمایاں ہے- ان کے 5 سالہ دورِ اقتدار میں مسلمانوں پر مشتعل ہجوم کے ہاتھوں تشدد اور ان کے خلاف نفرت بھری تقاریر سر عام ہوتی رہی ہیں- مغل دور کا تعمیر شدہ تاج محل اور بابری مسجد سے نفرت یوگی آدتیہ ناتھ کی مسلم مخالف جذبات کی ایک چھوٹی سی مثال ہے-

نریندرا مودی کی مرکزی حکومت کے مسلم مخالف سینکڑوں واقعات میڈیا میں رپورٹ ہو چکے ہیں- جن میں نمایاں مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کے خاتمے کے بعد غیر قانونی اور غیر انسانی کرفیو کا نفاذ اور شہریت ترمیمی قانون کے تحت 30 لاکھ مسلمانوں کی بے دخلی کی راہیں ہموار کرنا شامل ہیں-

بھارتی معاشرے میں مذہبی منافرت اور نسلی امتیاز کی بنا پر واضح تقسیم:

یہ حقیقت ہے کہ آج منافرت اور انتہا پسندانہ سوچ کی وجہ سے بھارتی معاشرہ تقسیم ہو چکا ہے- سخت گیر ہندو آئے روز عوامی جلسوں میں مسلمانوں کا سیاسی، سماجی، معاشرتی اور معاشی سطح پر بائیکاٹ کا اعلان کر رہے ہیں- سوشل میڈیا پر موجود ویڈیوز میں واضح طور پر سنا جا سکتا ہے کہ ایک مجمع عام سے عہد لیا جا رہا ہے کہ:

[10] http://thewireurdu.com/94365/after-jahangirpuri-violence-shops-of-muslims-demolished-no-cognisance-of-sc-order/

[11] https://www.urduvoa.com/a/polical-reaction-over-indian-state-elections-12mar2022/6480573.html

"ہم آج سے عہد کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی دکانوں سے کسی قسم کا کپڑا، جوتا اور دیگر سامان نہیں خریدیں گے اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا سامان فروخت کریں گے"۔[12]

بھارت میں مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں کو بھی سیاسی اور سماجی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جن میں انڈیا کے 23 کروڑ دلت بھی شامل ہیں۔ بی بی سی کے مطابق دلت کمیونٹی سماجی زینے میں نیچے سے نیچے چلی جارہی ہے اور اکثر فرقہ وارانہ تشدد کا نشانہ بنتی ہے۔ اسی کے پیش نظر ہیومین رائٹس واچ نے واضح لکھا ہے یہ مناظر "Apartheid" کا نمونہ پیش کررہے ہیں۔[13]

بھارت میں اسلاموفوبیا کے بڑھتے واقعات:

بھارت میں سوچی سمجھی سازش کے تحت ایک بیانیہ "ہندو خطرے میں ہیں" کو فروغ دے کر مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں کے گرد گھیرا تنگ ہو چکا ہے۔ اس بیانیے پر کئی سوالات اٹھتے ہیں جن میں ایک سوال یہ قابل غور ہے کہ 15 فیصد والی اقلیت سے اکثریت کو کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں؟ اسی بیانیہ کو فروغ دے کر بھارت میں اسلاموفوبیا کے واقعات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں بھارت کی 9 ریاستوں میں مسلم مخالف تشدد کے واقعات میں تیزی آئی ہے۔ یہ ریاستیں مدھیہ پردیش، گجرات، نئی دہلی، گوا، راجستھان، جھارکھنڈ، کرناٹک، مغربی بنگال، مہاراشٹر اور بہار ہیں۔ حال ہی میں ریاست کرناٹک کے سکولوں میں حجاب پہننے کو ایک سنگین مسئلے کے طور پر سامنے لایا گیا ہے۔ سکولوں میں حجاب کے مد مقابل ہندو طلبہ نے گلے میں کیسرانی رومال ڈالے ہوئے تھے۔[14]

ان واقعات کا مقصد مذہبی منافرت کو فروغ دینا تھا جو اسلاموفوبیا کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ بی بی سی کی ایک ویڈیو رپورٹ میں واضح دیکھا جا سکتا ہے کہ پولیس مسلمانوں کی حفاظت کی بجائے انتہا پسندوں کا ساتھ دیتے ہوئے حملے کر رہی ہے۔

بھارت میں مسلمانوں کے مذہبی مقامات اور شعائر کی سرِ عام بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھارت میں مسلمانوں کو کورونا وائرس کے پھیلاؤ کا ذمہ دار ٹھہرانا بھی اسلاموفوبیا کے مکروہ رجحان کی عکاسی کرتا ہے۔ بھارت میں بڑھتا ہوا اسلاموفوبیا اور نفرت انگیزی مسلمانوں کی نسل کشی کی مترادف ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ اس بڑھتی ہوئی مذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کے خلاف اپنی آواز بلند کی ہے۔ حالیہ اسلام آباد اعلامیہ میں او آئی سی نے بھی بھارت کے ان اسلاموفوبک اقدامات کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"ہم بھارت میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک اور عدم برداشت کی منظم اور وسیع پالیسی کی مذمت کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سیاسی، معاشی اور سماجی پسماندگی کا شکار ہوئے ہیں۔ ہم حجاب کو نشانہ بنانے والے امتیازی قوانین اور پالیسیوں سے ظاہر ہونے والے ہندوستان میں مسلم تشخص پر سب سے زیادہ نقصان دہ حملوں سے بہت پریشان ہیں۔ ہم ہندوستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے امتیازی قوانین کو فوری طور پر منسوخ کرے، ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کو یقینی بنائے اور ان کی مذہبی آزادیوں کا تحفظ کرے"۔[15]

بھارت میں مسلم مخالف "بلڈوزر سیاست" کا خطرناک رجحان:

حالیہ کچھ دنوں میں سیکولر بھارت میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی ایک نئی لہر دیکھنے کو ملی ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی مقامات اور آثارِ قدیمہ کو گرانے کے بعد ان کے کاروباروں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ تجاوزات کے نام پر بلڈوزر سیاست کے ذریعے گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے۔

[12]https://youtu.be/6HFB-IReKYg
[13]https://www.hrw.org/report/2007/02/12/hidden-apartheid/caste-discrimination-against-indias-untouchables
[14]https://www.aljazeera.com/amp/news/2022/1/18/india-karnataka-muslim-college-students-hijab-ban-
[15]https://www.oic-oci.org/topic/

اترپردیش، گجرات اور مدھیہ پردیش کے بعد دہلی کے مسلم علاقوں میں بلڈوزر سے گھروں، دکانوں اور مساجد کو منہدم کیا جارہا ہے- مثلاً مدھیہ پردیش میں مسلمانوں کی کم از کم 50 دکانوں اور مکانوں کو بلڈوزر سے منہدم کیا گیا-[16]

اسی طرح دہلی کے جہانگیر پوری کے علاقے میں سپریم کورٹ کے احکامات کے باوجود گھروں کو مسمار کیا جارہا ہے- یوں بلڈوزر بھارت میں مسلمانوں کو دہشت زدہ کرنے کی علامت بن چکا ہے- ان واقعات کی ویڈیوز سوشل میڈیا پر کثرت سے موجود ہیں جن میں بھارت کے مسلمان دشمن سفاکانہ اقدامات سے پردہ اٹھایا گیا ہے-

شہریت کے غیر آئینی قوانین اور مسلمانوں کی اپنی سرزمین سے بے دخلی:

اگر دیکھا جائے تو مسلم مخالف سخت اقدامات میں سے آر ایس ایس اور بی جے پی حکومت کا اہم اقدام نیشنل رجسٹر فار سٹیزنز (این آر سی) اور سی اے اے جیسے متنازع شہریت کے ترمیمی بل ہیں- آئینی ماہرین کے مطابق یہ بل انڈین آئین کے آرٹیکل 5، 10، 14 اور 15 کی روح کے منافی اور اس کی صریحاً خلاف ورزی ہے جو کہ 30 لاکھ مسلمانوں سے شہریت چھیننے کی ایک کوشش ہے- بھارتی حکومت نے بظاہر اً یہ قوانین انسانی ہمدردی کے تحت بنائے ہیں لیکن حقیقتاً ان کا مقصد ایک بڑے پیمانے پر بھارتی مسلمانوں کو روہنگیا مسلمانوں کی طرح بے دخل کرنا ہے-[17]

مذکورہ قوانین کے متعارف کروانے کے بعد پورے بھارت میں خصوصاً خونی مظاہرے ہوئے جن میں ہزاروں افراد زخمی اور 50 افراد لقمہ اجل بنے-

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نے اس قانون پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ سی اے اے کی نوعیت بنیادی طور پر جانبدارانہ ہے-[18] مزید ہیومین رائٹس واچ نے ان قوانین کو: "Discrimination Against Muslims under India's New Citizenship Policy" کہا ہے-[19]

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے آفس نے بھی ان قوانین کو "Fundamentally discriminatory" کہا ہے-[20] اس کے علاوہ امریکہ کے کمیشن برائے مذہبی آزادی نے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایسے قوانین لاکھوں مسلمانوں سے شہریت چھین لیں گے-[21]

یہ بات عیاں ہے کہ متنازع شہریت کے ان قوانین سے نہ صرف مسلمانوں میں خوف بڑھا ہے بلکہ اس کے عملی اقدامات بھی سامنے آئے ہیں- مثلاً سرکاری حکام کا شہریت ثابت کرنے کے لئے مسلمانوں کو تنگ کرنا، غیر قانونی گرفتاریاں، پر تشدد واقعات میں اضافہ اور گھروں کو مسمار کرنا شامل ہے-

جموں و کشمیر میں غیر قانونی اقدامات اور کشمیریوں سے غیر انسانی سلوک کی تاریخی داستان:

5 اگست 2019ء کو فاشسٹ بھارتی سرکار نے عالمی قوانین، دوطرفہ معاہدوں اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کے برعکس غیر قانونی اقدامات کرتے ہوئے مقبوضہ جموں و کشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کرنے کے ساتھ کشمیریوں پر غیر انسانی سلوک کرتے ہوئے شدید لاک ڈاؤن لگا کر انہیں کھلی جیل میں بند کر دیا- اس کے علاوہ بھارت کی طرف سے

[16] https://www.firstpost.com/politics/bulldozer-baba-bulldozer-mama-bulldozer-justice-how-the-modest-machine-has-become-the-buzzword-in-indian-politics-10580201.html
[17] https://www.aljazeera.com/news/2019/12/16/what-you-should-know-about-indias-anti-muslim-citizenship-law
[18] https://news.un.org/en/story/2019/12/1053511
[19] https://www.hrw.org/report/2020/04/09/shoot-traitors/discrimination-against-muslims-under-indias-new-citizenship-policy
[20] https://news.un.org/en/story/2019/12/1053511
[21] https://www.uscirf.gov/news-room/releases-statements/uscirf-releases-new-factsheet-indias-citizenship-amendment-act

مقبوضہ جموں و کشمیر میں آبادی کا تناسب تبدیل کرنے کے لئے 30 سے 40 لاکھ غیر کشمیریوں کو وادی کا ڈومیسائل جاری کر دیا گیا۔ اس دوران کرونا وائرس کی عالمی وبا کی مشکلات میں بھی بھارت نے کشمیریوں کو جیلوں میں بند کرنے، انٹرنیٹ بلیک آؤٹ، جعلی اِنکاونٹر، عورتوں اور بچوں پر ظلم و تشدد ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع کر رکھا ہوا ہے۔ 10 لاکھ بھارتی فوج کی موجودگی میں کشمیریوں پر یہ غیر انسانی محاصرہ 1000 دنوں سے تجاوز کر چکا ہے۔ بین الاقوامی میڈیا اور انسانی حقوق کی تنظیموں ہیومین رائٹس واچ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے بھی بھارت کے ان غیر قانونی اقدامات کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

کشمیر میڈیا سروس کی رپورٹ کے مطابق سال 2021ء میں قابض بھارتی فوج نے 210 کشمیریوں کو شہید کیا جن میں 65 افراد کو جعلی ان کاؤنٹر میں شہید کیا گیا۔ اس دوران 44 معصوم بچے یتیم اور 16 خواتین بیوہ ہوئیں اور بھارتی فوج نے 67 عمارتوں کو مسمار بھی کیا۔ اس عرصے میں بھارتی فوج نے 2716 کشمیریوں کو گرفتار اور 487 افراد کو زخمی کیا۔ رپورٹ کے مطابق بھارتی فوج نے صرف دسمبر 2021ء میں 31 افراد کو شہید کیا۔[22]

کچھ عرصہ قبل کشمیری حریت لیڈر سید علی گیلانی کی وفات پر بھارت نے غیر انسانی رویہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ان کی تدفین سخت سیکورٹی حصار میں کی گئی اور اہل خانہ کو جنازے میں بھی شامل نہیں ہونے دیا گیا۔ ماہِ رمضان المبارک میں بھی بھارتی فوج کے کشمیریوں پر مظالم جاری رہے حتیٰ کہ عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں کے اجتماعات پر پابندی عائد کر دی گئی۔

اختتامیہ:

بی جے پی اور آر ایس ایس کے اقتدار میں آئے روز مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں پر بڑھتے ہوئے مظالم کو رقم کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات بھی ناکافی ہیں۔ اختصار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مختصر مضمون میں اس بات کا جائزہ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ کس طرح بھارت میں مختلف غیر انسانی اقدامات سے 220 ملین مسلم آبادی کا نسلی صفایا اور قتل عام کیا جارہا ہے۔ یہ عمل صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ ہندو راشٹر کے قیام کے لئے دیگر اقلیتیں بھی ہندتوا سوچ اور مذموم عزائم کے نشانے پر ہیں جس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ بھارت تاریخ میں انسانیت کے سب سے بڑے دشمن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا بالخصوص بھارت میں اسلاموفوبیا خوفناک شکل اختیار کر چکا ہے جس کی ہر قیمت پر روک تھام کیلئے عالمی برادری کو اپنا ترجیحی اور غیر جانبدارانہ کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خصوصاً اقوام متحدہ اور انصاف کے عالمی اداروں نے اگر بھارت میں مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے تیزی سے بڑھتے ہوئے واقعات سے مزید غفلت برتی اور بھارت کے فاشسٹ اقدامات کا ایکشن نہ لیا تو وہ دن دور نہیں جب دنیا ایک اور روانڈا قتل عام کا منظر پیش کرے گی جس کے نتائج پوری انسانیت کو بھگتنا پڑیں گے۔

☆☆☆

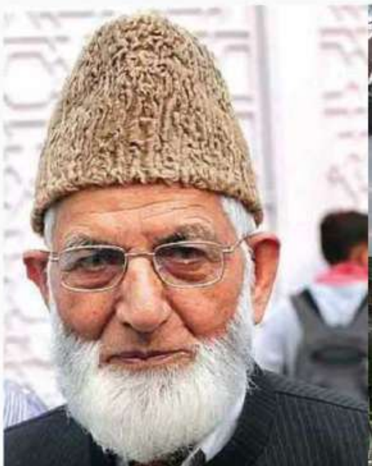

[22]https://www.kmsnews.org/kms/2022/01/01/indian-troops-martyred-210-kashmiris-in-2021.html

مصنوعی سورج
Artificial Sun

ندیم اقبال

نظام شمسی (Solar System) میں وہ سیارے شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائے جسے ہم سائنسی زبان میں قدرتی سیارے (Natural Satellite) کہتے ہیں- نظام شمسی میں تقریباً 8 قدرتی سیارے ہیں -جس میں مریخ (Mars)، زحل (Saturn)، یورینس (Uranus)، زہرہ (Venus)، عطارد (Mercury)، مشتری (Jupiter)، نیپچون (Neptune) اور زمین (Earth) شامل ہیں- نظام شمسی میں ہر سیارے کی اپنی ایک اہمیت ہے لیکن سورج ایک واحد سیارہ ہے جو نظام شمسی کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے ہے اور یہ اس نظام کے وسط (درمیان) میں واقع ہے اس لئے اس نظام کو نظام شمسی کہا جاتا ہے-

سورج کیا ہے؟

زمین پر موجود ہر جاندار اپنی حیات کیلئے سورج کی روشنی کا محتاج ہے- ہم اس کا اندازہ سردیوں اور گرمیوں میں اجناس، پھل، سبزیوں اور زندگی کی تقریباً ہر اس چیز سے لگا سکتے ہیں جو سورج سے تیار ہوتی ہے یا جو اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے تخلیق فرمائی ہے- سورج کی کرنیں زمین تک تقریباً 8 منٹ میں پہنچتی ہے جس کی سپیڈ 3 لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ یا پھر ایک لاکھ چھیاسی ہزار (186000) میل فی سیکنڈ ہے -اللہ تعالیٰ نے اس قدرتی سیارے کو اپنی ایسی حکمت سے پیدا فرمایا کہ اگر انسان قرآن مجید کی اس آیت ”اللہ تعالیٰ نے اس میں عقل مند لوگوں کیلئے نشانیاں رکھیں ہیں“ کے مطابق غور کرے تو تجربات سے دنیا میں آگے بڑھا جا سکتا ہے- سورج کی اس بے پناہ طاقت سے بہت سے ممالک بجلی پیدا کر رہے ہیں جسے سولر انرجی کہتے ہیں- دنیا میں بجلی پیدا کرنے کے مختلف ذرائع ہیں جن میں کوئلہ، تیل، پانی (ڈیمز)، ایٹمی ری ایکٹر اور شمسی توانائی سے بجلی پیدا کرنا شامل ہے-

نیوکلئیر فشن کیا ہے؟[1]

فِشن کا عمل اس وقت ہوتا ہے جب نیوٹران ایک بڑے ایٹم میں ٹکراتا ہے اور اسے دو چھوٹے ایٹموں میں تقسیم کرتا ہے جسے فِشن پروڈکٹس بھی کہا جاتا ہے- آسان لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بڑے ایٹم کا دو چھوٹے ٹکڑوں میں ٹوٹنا نیوکلئیر فشن کہلاتا ہے- قدرتی طور پر فشن انتہائی نایاب ہوتا ہے جس کے نتیجے میں تابکار مادے وجود میں آتے ہیں جو صدیوں تک خطرہ بنے رہتے ہیں جس کیلئے کریٹکل ماس اور نیوٹرون کی ضرورت ہوتی ہے جس میں ایٹم نیوٹرون کو دھکیلتا نہیں بلکہ بہت کم توانائی کا نیوٹرون ایٹم کو توڑ سکتا ہے- کیمیائی تعاملات کے مقابلے میں فشن سے بہت زیادہ توانائی نکلتی ہے مگر یہ فیوژن کے مقابلے میں کم ہوتی ہے- ایٹم بم میں فشن سے توانائی حاصل ہوتی ہے- دنیا میں یورینیم کے فشن سے بڑے پیمانے پر بجلی پیدا کی جا رہی ہے- جوہری بجلی گھر میں اگر فشن کی آسودگی ہو جائے تو بڑے علاقے میں تابکاری پھیل جاتی ہے- کسی مخصوص جوہری ایندھن سے صرف ایک ری ایکشن ممکن ہے-

نیوکلئیر فیوژن کیا ہے؟[2]

دو چھوٹے ایٹموں کا جڑ کر ایک بڑے ایٹم میں تبدیل ہونا فیوژن کہلاتا ہے جو سورج سمیت سارے سیارے فیوژن کی وجہ سے روشن ہیں جس سے فیوژن بہت کم تابکاری جنم لیتا ہے اور اسے 10 کروڑ ڈگری سینٹی گریڈ اور سخت دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے-

[1] https://www.energy.gov/ne/articles/fission-and-fusion-what-difference
[2] https://www.energy.gov/ne/articles/fission-and-fusion-what-difference

برقی چارج کی وجہ سے دو ایٹمز ایک دوسرے کو دھکیلتے ہیں جسے پاس لانے کیلئے بہت زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے فیوژن سے نکلنے والی توانائی، فشن کی توانائی سے تین یا چار گنا زیادہ ہوتی ہے- ہائیڈروجن بم میں فیوژن سے توانائی حاصل ہوتی ہے-ابھی تک فیوژن سے چلنے والا کوئی بجلی گھر نہیں بنایا جاسکا ہے-فیوژن والے بجلی گھر میں اگر meltdown ہو بھی جائے تو چین ری ایکشن خود بخود رک جاتا ہے اور بہت کم تابکاری نکلتی ہے- ہائیڈروجن کی فیوژن کے بہت سارے طریقے ہو سکتے ہیں مگر پیداوار صرف ہیلیئم ہوتی ہے-

آسان لفظوں میں ہم اس کو ایسے بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایٹمی ری ایکٹر میں تابکار دھاتوں مثلاً یورینیم کے ایٹموں کو توڑا جاتا ہے جس سے انرجی پیدا ہوتی ہے اور بجلی پیدا کی جاتی ہے جس کے آخر میں تابکار عناصر پیدا ہوتے ہیں یہی عمل نیوکلیئر فشن کہلاتا ہے- اس عمل کو جاپان میں ایٹم بم کی صورت میں استعمال کیا گیا- جبکہ دوسری جانب نیوکلیئر فیوژن کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے جہاں ہائیڈروجن کے ایٹم آپس میں جڑ کر بے پناہ توانائی اور حرارت خارج کرتے ہیں جس سے سیارے روشن اور حرارت پیدا کرتے ہیں-

فیوژن کے عمل سے مصنوعی سورج کا کامیاب تجربہ:

دنیا کے کئی ممالک عرصہ دراز سے فیوژن کے عمل کو لیبارٹریز میں کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کئی سیکنڈ تک اسے کنٹرول کرنے میں کامیاب بھی ہوئے جن میں امریکہ، روس، فرانس، کوریا اور چین شامل ہیں لیکن چین نے لیبارٹری میں فیوژن ری ایکٹر کی مدد سے سورج کی نسبت 5 گنا زیادہ درجہ حرارت پیدا کیا جو کہ کروڑوں ڈگری سینٹی گریڈ ہے- تقریباً 18 منٹ تک حاصل کر کے ورلڈ ریکارڈ اور اس عمل سے بجلی پیدا کرنے میں سبقت حاصل کر لی ہے-اس عمل میں پلازما کے ذرات کی مقدار محدود ہوتی ہے اور اسے مقناطیسی فیلڈ کی مدد سے ری ایکٹر میں معلق رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ دیواروں سے نہیں ٹکراتا-اس کے نتیجے میں ہیلیم اور ٹریٹیم پیدا ہوتی ہے-

اس پیش رفت کا اعلان چینی اکیڈمی آف سائنسز (اے ایس آئی پی پی) کے انسٹیٹیوٹ آف پلازما فزکس کے محقق گونگ ژیانزو (Gong Xianzu) نے کیا، جو مشرقی چین کے صوبہ آنہوئی (Anhui) کے دارالحکومت ہیفی (Hefi) میں کیے گئے اس تجربے کے انچارج ہیں- گونگ نے کہا کہ:

"ہم نے 2021ء کی پہلی ششماہی میں ایک تجربے میں 101 سیکنڈز کے لیے 120 ملین ڈگری سیلسیس کا پلازما درجہ حرارت حاصل کیا- اس بار، 70 ملین ڈگری سیلسیس کے قریب درجہ حرارت پر 1,056 سیکنڈ تک سٹیڈی سٹیٹ پلازما آپریشن برقرار رہا، جس میں ایک ٹھوس سائنسی بنیاد رکھی گئی اور فیوژن ری ایکٹر کو چلانے کی تجرباتی بنیاد"-[3]

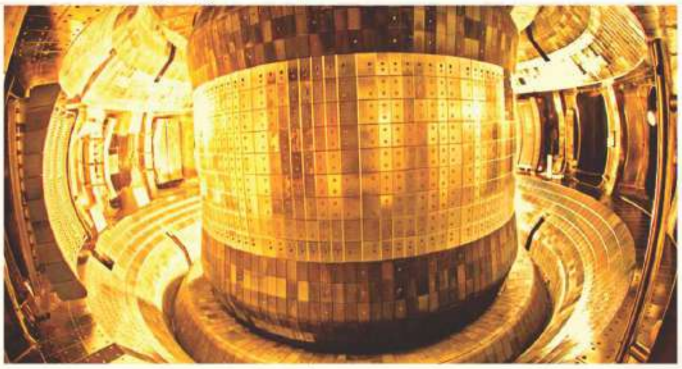

جس میں محققین نے واضح کیا کہ ان کا حتمی مقصد، سورج کی طرح نیوکلیئر فیوژن بنانا ہے، جس میں صاف توانائی کا ایک مستحکم سلسلہ فراہم کرنے کے لیے سمندر میں موجود ڈیوٹیریم کا استعمال کیا جائے گا- ایندھن جیسے کوئلہ، تیل اور قدرتی گیس کے برخلاف ہوگا جو ختم ہونے اور ماحول کیلئے خطرہ ہیں، "مصنوعی سورج" کے لیے درکار خام مال زمین پر تقریباً لامحدود ہے- لہٰذا، فیوژن توانائی کو انسان کیلئے مثالی "حتمی توانائی" سمجھا جاتا ہے-

اس عمل کی خوبی یہ ہے کہ ہیلیم انسانوں کیلئے نقصان دہ نہیں جب کہ ٹریٹیم دیگر تابکار عناصر کی نسبت بہت جلد ختم ہو جاتا ہے اس لئے اس عمل کو نیوکلیئر فشن کی نسبت ماحول دوست قرار دیا جاتا ہے- علاوہ ازیں زمین اور کائنات میں ہائیڈروجن کی مقدار دیگر عناصر کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اس لئے ایندھن کے طور پر یہ بے حد سستا ہے حتیٰ کہ پانی بھی ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے-اہم اور دلچسپ بات یہ ہے کہ مادے کو نہ ختم اور نہ ہی بنایا جاسکتا ہے اس لئے ابتدائی طور پر کائنات کی تشکیل کے وقت ہر طرف زیادہ تر ہائیڈروجن ہی موجود تھی جو آپس میں مل کر ہیلیئم میں تبدیل ہوتی گئی اور ستارے وجود میں آتے گئے-

☆☆☆

[3] https://english.cas.cn/newsroom/cas_media/202201/t20220102_295503.shtml

ظاہری اور باطنی طہارت کی اہمیت و فضیلت

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

طہارت کی تعریف:

"الطَّهَارَةُ بِفَتْحِ الطَّاءِ الْفِعْلُ لُغَةً، وَهِيَ النَّظَافَةُ وَبِكَسْرِهَا الْآلَةُ وَبِضَمِّهَا فَضْلُ مَا يُتَطَهَّرُ بِهِ"[1]

"پاک کرنے کو طَہارۃ (پاکیزگی) "ط" کے فتحہ کے ساتھ، پاک کرنے کا آلہ (جیسے پانی اور مٹی اس کو طِہارۃ) "ط" کے کسرہ کے ساتھ اور پاک کرنے کے بعد جو پانی باقی رہ جائے اس طُہارۃ "ط" کے ضمہ کے ساتھ بولتے ہیں"۔

طہارت عربی زبان کا لفظ، طَهَرَ يَطْهُرُ باب "كَرَمَ يَكْرُمُ" اور "نَصَرَ يَنْصُرُ" دونوں سے مصدر ہے اور پاک ہونے کے معانی میں آتا ہے (المنجد)۔ شرعاً طہارت اللہ پاک کی منع کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو روکنے، خود کو گناہوں سے پاک رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر سے خود کو مزین کرنے کو کہتے ہیں۔ فقہی اعتبار سے حدث اور نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔ بعض دفعہ شریعت میں اس کا اطلاق "طہارت من الارجاس" یعنی کفر و شرک اور معصیت سے پاک ہونا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے علماء کرام طہارت کو بنیادی طور پر دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

1. ظاہری طہارت (پانی سے وضو یا غسل کرنا اس کے علاوہ کپڑا، جسم اور جگہ کا نجاست سے پاک ہونا)
2. باطنی طہارت (شرک، کینہ وغیرہ یعنی دل کا ماسوی اللہ سے پاک ہونا)۔

ظاہری طہارت کی اہمیت و فضیلت:

سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے جسمانی طہارت و روحانی پاکیزگی کی تاکید فرمائی، آپ (ﷺ) نے ماحول، آس پاس، گھر، برتن اور راستوں تک کو صاف رکھنے کا حکم فرمایا، راستوں اور گزر گاہوں اور پانی کے تالابوں اور دریاؤں میں بول و براز اور گندگی ڈالنے سے منع فرمایا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قرار دیا، کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کی برکت قرار دیا۔ آپ (ﷺ) نے پیتے ہوئے برتن میں سانس لینے اور کھانے پر پھونکنے سے منع فرمایا۔ نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ تین بار دھونے سے قبل برتن میں نہ ڈالنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تکلیف دہ بو سے ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے لہسن اور پیاز کھا کر مساجد سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔ قرآن و حدیث میں ظاہری طہارت و پاکیزگی کے بارے میں کئی فرامین مبارکہ ہیں اُن میں چند روایات مبارکہ لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

1: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"[2]

"بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو"۔

---

[1] ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد (المتوفى: 970ھ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق (الناشر: دار الكتاب الإسلامی)، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، ج:01، ص:07

[2] البقرة:222

"اَلتَّوَّاب" اور "اَلْمُتَطَهِّر" دونوں میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی اللہ عزوجل کو حد درجہ کی توبہ اور طہارت پسند ہے۔

2: "وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ"[3]

"اور جب کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتادیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کیلئے"۔

اس آیت مبارک کی تفسیر میں صاحب نورالعرفان فرماتے ہیں کہ:

"اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا، انہیں صاف سُتھرا رکھنا، وہاں کی زینت کرنا سُنتِ ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے"۔[4]

صاحبِ رُوح البیان اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت کاشفی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا ارشادات اہل علم ظاہر کے تھے اور اہل باطن فرماتے ہیں کہ گویا اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اے انسان !اپنے دل کو صاف سُتھرا رکھ کر، اس لیے کہ تیرا دل میرا دارالحکومت ہے۔ لہٰذا میرے سوا کسی دوسرے کو اس میں مت آنے دے تاکہ تیرا دل میری عظمت و کبریائی ہی کا مرکز رہے۔ اسی لیے اللہ عزوجل نے حضرت داوٗد (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ میرے گھر کو پاک اور صاف کرو۔ انہوں نے عرض کی، یااللہ عزوجل! تیرا گھر کہاں ہے؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: میرے بندہِ مؤمن کا دل۔ اس کو پاک صاف کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ عشق کی آگ سے پاک ہوگا، یعنی اس میں آتش عشق جلا تاکہ ماسوی اللہ جل کر راکھ ہو جائے۔

خوش آں آتش کہ در دل بر افروزد
بجز حق ہر چہ پیش آید بسوزد

"وہ آتش بہت مبارک ہے جو کسی دل میں روشن ہو کر حق کے ماسوا سب کو جلا کر راکھ کر دے"۔

حضرت سہل (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

"جیسے بیت اللہ (کعبہ) کو بتوں سے صاف اور پاک کرنا ضروری ہے ایسے ہی دل کو شرک، شک و شبہ، غل و غش، کھوٹ اور حسد سے بھی پاک وصاف کرنا واجب ہے"۔

حضرت مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

گُلِ توحید نروید ز زمینی کہ درو
خار شرک وحسد وکبر وریا وکینست
مسکن دوست ز جان می طلبیدم کفتا
مسکن دوست اگر ھست دل مسکین است

"اس زمین میں توحید کا پھول نہیں اگتا جس میں شرک وحسد، تکبر و ریا اور کینہ کا کانٹا ہو، مجھے دوست کے گھر کی تلاش تھی جواب ملا کہ دوست کا فقیر کا دل ہے"۔[5]

3: جس طرح بادشاہوں کے دربار میں بھی میں آنے والوں کیلئے صاف سُتھرے لباس کا اہتمام ضروری سمجھا جاتا ہے ایسے ہی احکم الحاکمین ومالک الملک پاک ذات کو صفاء قلب (دل کی پاکیزگی) اور لباس ومکان کی صفائی دونوں مرغوب و پسندیدہ ہیں اس لیے ارشاد فرمایا:

"یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"[6]

"اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت خود کو سنوارو"۔

4: "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَ جَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی

[3] الحج:26
[4] حکیم الامت، احمدیار خاں نعیمی بدایونی (رحمۃ اللہ علیہ)، نورالعرفان، (پاکستان: نعیمی کتب خانہ گجرات، اگست، 2013ء)، زیر آیت: الحج:26
[5] حقی (رحمۃ اللہ علیہ)، إسماعیل بن مصطفٰے (رحمۃ اللہ علیہ)(المتوفی: 1127ھ)، روح البیان، (بیروت: دارالفکر)، الحج، زیرِ آیت: 26، ج: 06، ص: 26
[6] الاعراف:31

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ"[7]

"تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے"۔

اسی آیت مبارک کی تفسیر میں علامہ قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں:

"سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ دروازے پہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا انتظار کر رہا تھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے (ملاقات کے) ارادہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور گھر میں ایک برتن تھا جس میں پانی تھا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پانی میں دیکھنے لگے اور اپنی داڑھی مبارک اور اپنے بال مبارک درست کرنے لگے تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی یہ کر رہے ہیں؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"نَعَمْ إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى إِخْوَانِهِ فَلْيُهَيِّئْ مِنْ نَفْسِهِ فَإِنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ"

"ہاں جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو تیار کرے، کیونکہ اللہ عزوجل خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ مزید حضرت خالد بن معدان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ایک روایت مبارک نقل کر کے لکھتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوران سفر کنگھی، شیشہ، تیل، مسواک اور سُرمہ اپنے ساتھ رکھتے اور حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ایک روایت لکھتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اکثر اپنے سر مبارک کو تیل لگاتے تھے"۔[8]

سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معمولات مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ مناوی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ:

"وقد كان المصطفى (صلى الله عليه وآله وسلم) يحافظ على النظافة وكان يربط على بطنه الحجر من الجوع ولا يترك الطيب"[9]

"تحقیق سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیشہ صفائی کا خیال رکھتے تھے حالانکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پہ پتھر باندھتے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خوشبو بھی ترک نہیں فرماتے تھے"۔

5: اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دانتوں کی صفائی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ"[10]

"مسواک کرنا منہ کی صفائی اور رب کی رضا ہے"۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزید ارشاد فرمایا:

"اگر مجھے امت پہ دُشوار نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا"۔[11]

6: کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ کی صفائی کے بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد مبارک

[7] الاعراف:32

[8] القرطبی، محمد بن أحمد (رحمۃ اللہ علیہ)، الجامع لأحكام القرآن-ایڈیشن دوم (القاهرة:دار الكتب المصرية-1384ھ)، زیر آیت: الاعراف:32، ج:07، ص:197-198

[9] المناوی، محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن على (رحمۃ اللہ علیہ)، فيض القدير شرح الجامع الصغير، (المكتبة التجارية الكبرى– مصر، الطبعة:الأولى، 1356)، باب، حرف التاء، ج:02، ص:165

[10] البخاری، محمدبن اسماعیل (رحمۃ اللہ علیہ)، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار:طوق النجاة-1422ھ)، كِتَابُ الصَّوْمِ، ج03، ص:31

[11] ایضاً

حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کی برکت ہے"۔[12]

7: اسلامی عقائد میں جو اہمیت توحید کی ہے وہی حیثیت عبادت میں طہارت کی ہے۔یعنی جس طرح توحید کے بغیر کوئی عقیدہ اور عمل قبول نہیں ہو سکتا، ویسے ہی طہارت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ تاجدارِ کائنات، سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ"[13]

"اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں فرماتا"۔

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزید ارشاد فرمایا:

"مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ"[14]

"طہارت نماز کی چابی ہے"۔

8: حضرت عبد اللہ بن بِشر مازنی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"قُصُّوا أَظَافِيرَكُمْ وَادْفِنُوا قُلَامَاتِكُمْ وَنَقُّوا بَرَاجِمَكُمْ وَنَظِّفُوا لِثَاتَكُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَ تَسَنَّنُوا وَلَا تَدْخُلُوا عَلَيَّ قُخْرًا بُخْرًا"[15]

"اپنے ناخن تراشو، ناخنوں کے تراشے دفن کردو، انگلیوں کے جوڑ صاف کرو، مسوڑھوں سے طعام کے ذرات صاف کرو، دانت صاف کرو اور میرے پاس گندہ اور بدبودار منہ لے کر نہ آیا کرو"۔

9: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اپنی وسعت و حیثیت کے بقدر پاک و صاف رہنے کا اہتمام کرو، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کی بنیاد ہی نظافت پر رکھی ہے، اور جنت میں داخل ہی وہ شخص ہو گا جو پاک وصاف رہنے کا اہتمام کرتا ہو"۔[16]

10: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"غَسْلُ الْإِنَاءِ وَطَهَارَةُ الْفِنَاءِ يُورِثَانِ الْغِنَى"[17]

"برتنوں اور گھروں کی صحن کی صفائی سے غنا و مال داری نصیب ہوتی ہے"۔

11: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اللہ عزوجل کی طرف سے ہر مسلمان پہ واجب ہے کہ وہ سات دن میں ایک دن غسل کرے"۔[18]

12: حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"ان اجسام کو پاک وصاف کرو، اللہ عزوجل تمہیں پاک کرے، کیونکہ کوئی بھی آدمی طہارت کی حالت میں رات گزارتا ہے، تو ایک فرشتہ اس کے بالوں میں رات گزارتا ہے، وہ رات کی جس گھڑی کروٹ بدلتا ہے تو وہ فرشتہ (اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں) عرض کرتا

---

[12] الطیالسی، سلیمان بن داود، (المتوفى: 204هـ)، مسند أبي داود، الطبعة: الأولى، 1419ھ، (الناشر: دار هجر، مصر)، باب، سَلْمَانُ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالى، ج، 2، ص:46

[13] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت، دار إحياء التراث العربي) كِتَاب الطَّهَارَةِ، ج، 1، ص:203

[14] ابوداؤد، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، (بیروت: المكتبة العصرية، صيدا) كِتَاب الطَّهَارَةِ، ج، 01، ص:16، رقم الحديث:61

[15] القرطبي، محمد بن أحمد (رحمۃ اللہ علیہ)، الجامع لأحكام القرآن - ایڈیشن دوم (القاهرة: دار الكتب المصرية - 1384ھ)، زیر آیت: البقرة: 124، ج:12، ص:102

[16] المناوی، محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي (رحمۃ اللہ علیہ)، فيض القدير شرح الجامع الصغير، (المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة: الأولى، 1356)، باب، حرف التاء، ج، 3، ص:270، رقم الحديث:6234

[17] الذهبي، محمد بن أحمد بن عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)، (المتوفى: 748هـ)، ميزان الاعتدال فى نقد الرجال، (دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، لبنان، الطبعة: الأولى، 1382)، باب، علي بن محمد الزهری (رحمۃ اللہ علیہ)، ج:3، ص:155

[18] البخاری، محمد بن اسماعیل (رحمۃ اللہ علیہ)، الجامع الصحيح، ایڈیشن اولی، (دار الطوق النجاة - 1422ھ)، كِتَابُ الجُمُعَةِ، ج:2، ص:5، رقم الحديث:898

ہے، یااللہ عزوجل اس بندے کو معاف فرمادے کیونکہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے"۔[19]

13: سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"طہارت کی حالت میں سونے والا (یعنی باوضو سونے والا) ایسے ہے جیسے دن کو روزہ رکھنے والا اور رات کو قیام کرنے والا"۔[20]

14: حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ:

"سیدی رسول اللہ (ﷺ) ہمارے پاس تشریف لائے، آپ (ﷺ) نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کے بالوں کو درست کردے، پھر آپ (ﷺ) نے ایسے شخص کو دیکھا، اس کے کپڑے بہت بوسیدہ، میلے کچیلے تھے تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اس آدمی کو ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ساتھ یہ اپنے کپڑوں کو دھولے"۔[21]

15: سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"بے شک تم اپنے بھائیوں کے پاس جاؤ گے، پس تم اپنے لباس اچھے رکھنا اور اپنی سواریوں کا خیال رکھنا یہاں تک کہ تم لباس میں تل کی مانند ہو (یعنی جس طرح تل جسم پر واضح ہوتا ہے تم بھی لوگوں میں اتنے صاف ستھرے رہو کہ تم سب سے الگ تھلگ نظر آؤ"۔[22]

16: اسلام کی انہیں تعلیمات کے پیش نظر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) طہارت و پاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

"فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ"[23]

"اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ عزوجل صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

یہ آیت اہلِ مسجدِ قُبا کے حق میں نازل ہوئی۔ سرکار دو عالَم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے گروہِ انصار اللہ عزوجل نے تمہاری ثنا فرمائی تم وضو اور استنجے کے وقت کیا عمل کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ہم بڑا استنجا تین ڈھیلوں سے کرتے ہیں اس کے بعد پھر پانی سے طہارت کرتے ہیں"۔[24]

17: یہ بات ذہن نشین رہے! تکبر اور صاف سُتھرے لباس میں فرق ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ آقا کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جس کے دل میں رتی برابر تکبّر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، ایک شخص نے عرض کیا، آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جوتا عمدہ ہو، آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، تکبّر اپنی انانیت کی وجہ سے حق بات کو جھٹلانا اور دوسرے کو حقیر سمجھنے کا نام ہے"۔[25]

باطنی طہارت کی اہمیت و فضیلت:

حقیقی کامیابی کے لیے فقط ظاہر کی طہارت کافی نہیں ہے بلکہ باطن کی طہارت بھی لازمی ہے۔ کیونکہ اقرار باللسان، ایمان کیلئے کافی نہیں جب تک تصدیق بالقلب کا عمل جاری نہ ہو جائے تو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ یہاں ذیل میں ظاہری احکاماتِ طہارت کی طرح باطنی طہارت کے بارے میں مرقوم فرامین مبارکہ لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

---

[19] الطبرانی، سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، (دار القاهرة، دار الحرمین)، بَابُ الْمِيمِ، مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ، رقم الحديث: 5087، ج: 5، ص: 204

[20] المناوی، محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي (رحمۃ اللہ علیہ)، فيض القدير شرح الجامع الصغير، (المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة: الأولى، 1356)، باب، حرف الطاء، ج، 04، ص: 288

[21] حاکم، محمد بن عبد اللّٰه (رحمۃ اللہ علیہ)، المستدرک على الصحیحین (بيروت، دار الكتب العلمية، 1411ھ)، كِتَابُ اللِّبَاسِ، ج: 4، ص: 206، رقم الحديث: 7380

[22] حاکم، محمد بن عبد اللّٰه (رحمۃ اللہ علیہ)، المستدرک على الصحیحین (بيروت، دار الكتب العلمية، 1411ھ)، كِتَابُ اللِّبَاسِ، ج: 4، ص: 203، رقم الحديث: 7371

[23] التوبة: 108

[24] صدر الافاضل، محمد نعیم الدین (رحمۃ اللہ علیہ)، مُراد آبادی، خزائن العرفان، (پاکستان، تاج کمپنی لمیٹڈ، 1989ء)، زیر آیت: التوبہ: 108

[25] صحیح مسلم، كِتَابُ الايمان، ج: 1، ص: 93- رقم الحديث: 147

1: جس طرح ظاہری اجسام مختلف بیماریوں (بخار، کھانسی، کینسر وغیرہ) کے شکار ہوتے ہیں، اسی طرح قلوب بھی مختلف بیماریوں (شرک، کفر، غرور تکبر، خود پسندی، کینہ، حسد، نفاق، فتنہ، تعصب اور ریاء وغیرہ) کی زد میں آتے ہیں- جیسا کہ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں سیاہ نکتہ دل لگ جاتا ہے، پس جب اس گناہ سے باز آتا ہے اور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ وہ دوبارہ گناہ کرے تو اس سیاہی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس کے دل پہ چھا جاتی ہے اور یہی رَین یعنی وہ زنگ ہے جس کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

”كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ“

”کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے“-[26]

2: معاذ اللہ بعض اوقات بندہ ایسے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے دل پہ ایسا پختہ نکتہ لگتا ہے جس کا مٹنا محال ہوتا ہے جیسا کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِي قَلْبِهِ لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“[27]

”جس نے کسی جھوٹی قسم کے ذریعے کسی مسلمان کا مال چھین لیا تو اس کی وجہ سے اس کے دل پہ سیاہ نکتہ لگ جائے گا جس کو قیامت تک کوئی چیز نہیں مٹا سکے گی“-

3: بندہ مؤمن پہ لازم ہے کہ وہ اپنے اوپر استغفار کو لازم کرے اور بتقاضا بشریت سرزد ہونے والی خطاؤں کی مالک الملک کی بارگاہ اقدس سے معافی طلب کرتا رہے کیونکہ جیسے انسان کو کوئی ظاہری مرض لگتا ہے اور وہ بیماری کے خاتمے کی کوئی دوا اور تدبیر نہ کرے تو وہ مرض بڑھتا ہی رہتا ہے- بعض اوقات وہ لاعلاج ہو جاتا ہے اور موت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا- اسی طرح دل کا باطنی مرض بھی بغیر اصلاح اور بغیر علاج کے بڑھتا رہتا ہے- حتی کہ وہ مرضِ باطنی دل کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے- نتیجتاً وہ ہدایت سے خود کو دور کر لیتا ہے- ایسے ہی دلوں کے بارے میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ“[28]

”اللہ نے (ان کے اپنے اِنتخاب کے نتیجے میں) ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ (پڑ گیا) ہے“-

4: انسانی جسم میں دل کی حیثیت ایک حاکم کی ہے، اس کی اصلاح پہ پورے جسم کی اصلاح کا دارومدار ہے اور اس کے فساد ہونے کی وجہ سے پورے جسم میں فساد پھیل جاتا ہے- جیسا کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ، صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ، فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“[29]

[26] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي–مصر (1395ھ)، بَاب وَمِنْ سُورَةِ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ، ج:5، ص:434- رقم الحدیث:3334

[27] حاکم، محمد بن عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ)، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دار الکتب العلمیة 1411ھ)، كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ، ج:4، ص:327- رقم الحدیث:7800

[28] البقرۃ:07

[29] البخاری، محمد بن اسماعیل (رحمۃ اللہ علیہ)، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار الطوق النجاة-1422ھ)، کتاب الایمان، ج:1، ص:20، رقم الحدیث:52

"خبر دار جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو سارا جسم صحیح ہے اور اگر وہ فاسد تو سارا جسم فاسد ہے خبر دار وہ دل ہے"۔

5: یادر ہے! حقیقت میں نابینا وہی ہے جو دل کا اندھا ہے جس کی بناء پہ انسان بصیرت کھو بیٹھتا ہے اور اشیاء میں اصل و نقل، پائیدار و ناپائیدار، کھوٹے اور کھرے کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ"[30]

"تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں"۔

6: بلاشبہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ ربُّ العزت کے سامنے عیاں ہے اور ہر چیز اس کے تصرف میں اور زیرِ تسلط ہے لیکن اپنے بندوں کے اعمال پہ جزاء کی باری آتی ہے تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ"[31]

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے"۔

7: دل کو بھی ظاہری اعضاء کی طرح پاک کرنا پڑتا ہے یعنی جس طرح ظاہری اجسام پہ میل کچیل لگتی ہے تو اس کو صابن وغیرہ سے دھونے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی زنگ آلود دلوں کی صفائی اور طہارت نہایت ہی لازم ہے۔سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے دل کے تصفیہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ہر چیز کو صاف کرنے والا کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے اور دلوں کو صیقل کرنے کے لیے اللہ پاک کا ذکر ہے اور اللہ عزوجل کے عذاب سے نجات دینے والی، اللہ عزوجل کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا! یارسول اللہ (ﷺ) اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی تلوار سے جہاد کرے یہاں تک شہید ہو جائے (پھر بھی اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں عذابِ الٰہی سے نجات دینے والی ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے)"۔[32]

اس حدیث مبارک کی شرح میں ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"کیونکہ دل سے اللہ عزوجل کے ذکر کے ذریعے اغیار کا غبار اترتا ہے اور دل (انوارِ الٰہیہ) کے آثار کا مطالعہ کرنے کا آئینہ بن جاتا ہے"۔[33]

8: بندہ مومن کو ظاہر و باطن دونوں تقاضے پورے کرنا لازم ہیں۔جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ"[34]

"اور تم ظاہری اور باطنی (یعنی آشکار و پنہاں دونوں قسم کے) گناہ چھوڑ دو"۔

9: سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے باطنی بیماریوں کی نشاندہی اور اُن سے بچنے کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"آپس میں حسد نہ کرو، بھاؤ پہ بھاؤ نہ کیا کرو (بیع پہ بیع نہ کرو)، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں دشمنی نہ رکھو اور نہ تم سے کوئی کسی کی خرید و فروخت کے معاہدہ پر معاہدہ کرے بلکہ اللہ کے بندو! سب ایک دوسرے کی بھائی بھائی بن جاؤ۔مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے ذلیل و رُسوا کرتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے۔تقویٰ یہاں (دل میں) ہے، آپ (ﷺ) نے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ فرمایا۔ (مزید ارشاد فرمایا) ایک آدمی کے لیے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے، ہر مسلمان کا

---

[30] الحج:46

[31] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، (بیروت، دار إحیاء التراث العربي) كتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، ج:4، ص:1986

[32] ملا علي القارى، علي بن (سلطان) محمد (رحمہ اللہ) (المتوفى:1014ھ)، مرقاة المفاتيح (الناشر: دار الفكر، بيروت۔لبنان)، بَابُ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ، ج:04، ص:1560

[33] ایضاً

[34] الانعام:120

دوسرے مسلمان پر اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو حرام ہے"۔[35]

10: جسمانی پاکیزگی عبادت کیلئے بنیادی شرط ہے جب کہ دل کی پاکیزگی دخول جنت کی بنیادی شرط ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ"[36]

"جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت (بے عیب) دل لے کر)"۔

11: اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى"[37]

"بیشک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا"۔

چونکہ حقیقی کامیابی کا دار و مدار بھی دل کی بینائی اور باطنی تزکیہ وتصفیہ پہ ہے اس لیے اللہ عزوجل نے قرآن میں 8 قسمیں کھانے کے بعد ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا - وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا"[38]

"بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا"۔

محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی (رحمۃ اللہ علیہ) "تفسیر معالم التنزیل" میں "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا" کی تفسیر میں حضرت امام حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول مبارک نقل فرماتے ہیں:

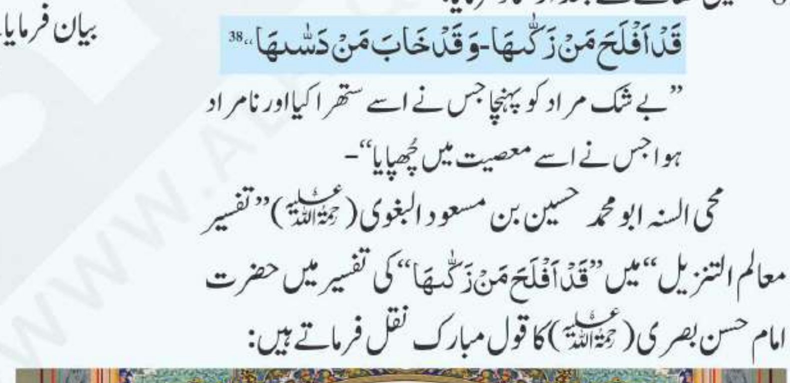

"اس کا معنٰی یہ ہے بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اس کی اصلاح کر لی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر آمادہ کر لیا"۔

طہارت، صوفیاء کرام کی تعلیمات کی روشنی میں:

اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ لگانے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے۔ بلکہ آقا کریم (ﷺ) نے اس کو نصف ایمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ"[39]

"طہارت وپاکیزگی نصف ایمان ہے"۔

لیکن یاد رہے! اس صفائی کا ہرگز صرف یہ مطلب نہیں کہ آپ صرف نہا دھو کر صاف لباس پہن لیں تو اس حدیث مبارک پہ عمل ہو جائے گا، بلکہ اس کا لطیف مفہوم محی الدین سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی (رحمۃ اللہ علیہ) نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

"طہارت دو قسم کی ہے: (1) طہارتِ ظاہر جس کا تعلق شریعت سے ہے اور وہ پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ (2) طہارت باطن جو توبہ، تلقین، تصفیۂ قلب اور سلوک طریقت سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اخراجِ نجاست کے باعث شریعت کا وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے: "جس نے وضو کو تازہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اُس کے ایمان کو تازہ فرمایا"۔ حضور نبی کریم (ﷺ) کا مزید فرمان مبارک ہے: "وضو پر وضو نور پر نور چڑھانا ہے"۔ اسی طرح جب افعالِ بد اور اخلاقِ رزیلہ مثلاً بر و عُجب و حسد و کینہ وغیبت وبہتان وجھوٹ اور آنکھ وکان و ہاتھ و پاؤں کی خیانت سے باطنی وضو ٹوٹ جائے۔ جیسا کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "آنکھیں

[35] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت، دار إحیاء التراث العربي)، کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، ج:04، ص:1986

[36] الشعراء:88-89

[37] الاعلیٰ:14

[38] الشمس:9-10

[39] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت، دار إحیاء التراث العربي) كِتَاب الطَّهَارَةِ، ج:1، ص:203

بھی زنا کرتی ہیں‘‘۔ تو اس کی تجدید اِن مُفسدات سے سچی توبہ، ندامت، استغفار اور ان اشتغال سے کرے کہ جن سے باطل کا قلع قمع ہو جائے۔ عارف پر لازم ہے کہ ان آفات سے اپنی توبہ کی حفاظت کرتا رہے تاکہ اس کی نماز کامل ہو جائے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: یہ وہ ہے کہ جس کا وعدہ تم میں سے ہر رجوع کرنے والے اور نگہداشت کرنے والے سے کیا گیا تھا‘‘۔ ظاہری وضو کا وقت ہر رات اور دن مقرر ہے لیکن باطنی وضو کا وقت عمر کی انتہا تک ہے اور عمر سے مراد دنیا اور آخرت کی عمر ہے اور باطنی عمر کی کوئی انتہا نہیں، وہ بے انتہا ہے‘‘۔[40]

سُلطان العارفین حضرت سخی سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) باطنی بیماریوں اور اُن کا علاج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان مبارک ہے: ’’بے شک اولادِ آدم کے وجود میں دس قسم کی آگ بھری ہوئی ہے یعنی شہوت کی آگ، حرص کی آگ، حسد کی آگ، نظر کی آگ، غفلت کی آگ، جہالت کی آگ، پیٹ کی آگ، زبان کی آگ، گناہوں کی آگ اور شرمگاہ کی آگ۔ شہوت کی آگ روزے کے بغیر نہیں بجھتی، حرص کی آگ ذکرِ موت کے بغیر نہیں بجھتی، حسد کی آگ طہارتِ قلب کے بغیر نہیں بجھتی، نظر کی آگ ذکرِ قلب کے بغیر نہیں بجھتی، غفلت کی آگ ذکر اللہ کے بغیر نہیں بجھتی، جہالت کی آگ علم کے بغیر نہیں بجھتی، پیٹ کی آگ رزقِ حلال کے بغیر نہیں بجھتی، زبان کی آگ تلاوتِ قرآن کے بغیر نہیں بجھتی، گناہوں کی آگ توبہ و استغفار کے بغیر نہیں بجھتی اور شرمگاہ کی آگ نکاح کے بغیر نہیں بجھتی‘‘۔

قطعہ: ’’ایک مردِ خدا دین و دنیا سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے؟ ارے دنیا کو چھوڑ دے اور حرص و ہوا کو بھی چھوڑ دے کہ یہ ہر دو جہان کی روسیاہی ہے۔ ہاں مگر تُو روشن ضمیر و نیک کردار بن جا‘‘۔[41]

مزید ارشاد فرمایا:

’’کلمہ طیب ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ کا تعلق اِقرارِ زبان اور تصدیقِ قلب سے ہے اور اِسی کو ایمانِ مطلق کہتے ہیں۔ کہو! آمین۔ جان لے کہ کلمہ طیب کے چوبیس پاک وطیب حروف ہیں جن پر کوئی نقطہ نہیں ہے یعنی اُن پر دروغ و ستم و نفاق و تکبر و ہوا و طمع و رشوت و بغض و عجب و حسد و حرص و بخل و غیبت وغیرہ کا کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی اِن ناشائستہ نقاط کو دل میں رکھ کر یہ کلمہ مجید پڑھتا ہے اور اُس کا ذکر اپنی زبان سے کرتا ہے تو اِس کے معنی بدل جاتے ہیں اور اِس سے زبان ہر گز پاک نہیں ہوتی اور نہ ہی دل صفائی پکڑتا ہے‘‘۔[42]

ایک اور مقام پہ قلبی بیماریوں کی تعداد اور اُن کا علاج اپنے ان الفاظ مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’اگر کوئی طالب چاہے کہ اپنے دل کو ان تمام وساوس شیطانی اور وہمات نفسانی سے پاک کر لے جو آدمی کے وجود میں ہزاراں ہزار آثار کی صورت میں موجود رہتے ہیں اور جن کی مجموعی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے اور ان کا رشتہ زنار رشتہ یہود و نصاریٰ سے سخت تر ہے اور اسی سبب سے اس کا دل سیاہ و مردہ و افسردہ رہتا ہے تو مرشد کو چاہیے کہ ایسے طالب اللہ کو تصور اسم اللہ ذات کا حکم دے اور تفکر و توجہ سے طالب کے دل کے ارد گرد حروف اسم اللہ ذات و حروف کلمہ طیبات لکھ دے کہ ان حروف کے لکھنے سے طالب کے وجود میں سر سے

[40] الجیلانی (رضی اللہ عنہ)، عبدالقادر، سرالاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار، سید امیر خان نیازی، مترجم (لاہور: العارفین پبلی کیشنز، 2003ء)، ص: 133

[41] کلید التوحید (کلاں)

[42] محک الفقر (کلاں)

قدم تک انوار قرب و دیدار پروردگار کی ایسی آگ بھڑک اٹھتی ہے جو ان تمام بدکردار زناروں کو ایک ہی دم میں جلا ڈالتی ہے اور طالب اللہ طہارت دل اور تصدیق یقین کے ساتھ مسلمان حقیقی بن جاتا ہے اور توحید و دیدار پروردگار میں غرق ہو کر کفر و شرک سے بیزار ہو جاتا ہے- سن اے جان من! کہ مرشدوں اور طالبوں کے لئے یہی ایک نکتہ ہی کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا ڈیرہ ہے اور ان دونوں دشمنوں سے تیری جنگ چھڑی ہوئی ہے- پس جس شخص کے دونوں پہلوؤں میں مثل زخم تیر یا مثل درد خار ایسے دشمن ہر وقت موجود رہتے ہوں اور انہوں نے اس میں تباہی مچا رکھی ہو، اسے بھلا خواب و خوش وقتی سے کیا واسطہ؟ اے عقلمند! ہوش سے کام لے اور ہمیشہ یاد رکھ کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، اسے بلا فرصت آنا ہے- پس طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے اور حروف اسم اللہ ذات سے پیدا ہونے والے شعلہ تجلی انوار میں غرق ہو کر اس شان سے مشرف دیدار پروردگار رہے کہ نہ اسے بہار بہشت یاد رہے اور نہ ہی نار جہنم''-[43]

دیدارِ مصطفیٰ (ﷺ) کے حصول کیلئے باطنی طہارت اولین شرط ہے- جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

''ظاہر کی دو آنکھوں سے دیکھنے کی بجائے باطن کی ایک ہی آنکھ سے دیکھ کہ ظاہر کی آنکھیں تو بیل و گدھے بھی رکھتے ہیں''-باطنی آنکھ کے مشاہدے سے جب تجھے جان و دل کی طہارت نصیب ہو جائے گی تو تُو رُخِ مصطفیٰ (ﷺ) کی زیارت بھی کرے گا''-[44]

حجۃ الاسلام امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

ان آیات اور روایات سے اہلِ بصیرت کو یہ علم ہوا کہ باطن کو پاک کرنا سب سے اہم ہے سیدی رسول اللہ (ﷺ) کے فرمان مبارک ''طہارت نصف ایمان ہے'' کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ظاہر کو پانی بہا کر صاف سُتھرا کر لیا جائے جبکہ باطن بدستور پلیدیوں اور نجاستوں سے پراگندہ رہے-اس لیے کہ طہارت کے چار درجات ہیں:

1. ظاہری بدن کو ناپاکیوں، نجاستوں اور پاخانے وغیرہ سے پاک کرنا-
2. اعضاء کو خطاؤں اور گناہوں سے پاک کرنا-
3. دل کو بداخلاقی اور ناپسندیدہ خصلتوں سے پاک رکھنا-
4. باطن کو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز سے پاک کرنا-

آخر الذکر نبیوں اور صدیقوں کی طہارت ہے-

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''طہارت میں انتہائی مقصود یہ ہے کہ بندے پر اللہ ربُّ العزت کی شانِ جلالت و عظمت ظاہر ہو جائے اور بندہ کو باطن میں اللہ عزوجل کی حقیقی معرفت اُس وقت تک ہر گز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ماسوی اللہ (اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز) کو دیس نکالا نہ مل جائے''-[45]

صوفیاءِ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کی مذکورہ وضاحت معلوم ہوا کہ ظاہری و باطنی طہارت جُدا جُدا ہیں اور صرف ظاہر نہیں بلکہ دونوں درجات پر پاکی نصف ایمان ہے- بدن اور کپڑے کی طہارت و پاکیزگی کی طرف تو سب لوگ متوجہ بھی ہوتے ہیں اور اس کیلئے کوشش بھی کرتے ہیں حالانکہ یہ تو آخری درجے کی پاکی ہے-اس میں توجہ اور انہماک کی وجہ یہ ہے کہ طہارت کی باقی اقسام سے یہ آسان ہے اور اس سے نفس خوشی اور

[43] شمس العارفین [44] محک الفقر (کلاں)

[45] الغزالی (رحمۃ اللہ علیہ)، محمد بن محمد (المتوفى:505ھ)، إحياء علوم الدين، (بيروت، دار المعرفة)، كتاب أسرار الطهارة، ج:1، ص:125-126

آرام محسوس کرتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس ظاہری پاکی کو دیکھتے اور اسی سے اس کے زہد و پارسائی کا چرچا ہوتا ہے- اس وجہ سے یہ لوگوں کو آسان معلوم ہوتی ہے- لیکن جہاں تک حسد، ریا، حبِ دنیا سے دل کو پاک کرنے اور گناہوں سے بدن کو صاف کرنے کا تعلق ہے، اس میں نفس کا کچھ حصہ نہیں یعنی اس میں نفس کو لطف نہیں ملتا اور نہ ہی مخلوق کی نگاہ اس پر پڑتی ہے- یہ باتیں تو اللہ عزوجل دیکھتا ہے، مخلوق نہیں دیکھتی- یعنی عام لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے- اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ظاہر و باطن کی طہارت کو اپنے اوپر لازم کیا جائے-

خلاصہ کلام:

اللہ عزوجل کے ظاہری اور باطنی طہارت کے احکام مرتب فرمانے کا مقصد انسان کو محض مشقت میں ڈالنا نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے تاکہ بندۂ مومن کا ظاہر و باطن پاک اور صاف ہو کر اللہ عزوجل کے انوار و تجلیات کو اپنے اندر سمیٹنے کے قابل ہو سکے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ایک مقام پہ اسی چیز کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"[46]

"اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو"-

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی آدم کو اپنے آخری نبی سیدی رسول اللہ (ﷺ) کے وسیلہ جلیلہ سے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کتاب و سنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائی ہیں- اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر فرد کا ظاہر و باطن، اس کا جسم و لباس، رہنے کی جگہ، گھر بار، گلی، محلہ، ماحول حتیٰ کہ پورا معاشرہ سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے- لیکن بات ذہن نشین رہے کہ اللہ عزوجل کی اپنے بندہ پہ یہ بہت بڑی پھٹکار ہے کہ اللہ عزوجل انسان کو قلبی بصیرت سے محروم کر دے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

"أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ"[47]

"یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ نے ارادہ (ہی) نہیں فرمایا- ان کے لیے دنیا میں (کفر کی) ذلّت ہے اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب ہے"-

چونکہ تمام عبادات کا مقصد انسان کے دل کی بیداری ہے تاکہ انسان اپنی زندگی اور روزمرہ کے معاملات میں فیصلے اللہ رب العزت کو حاظر و ناظر جان کر اپنے ضمیر کے مطابق کر سکے، ورنہ عبادت اپنے مقاصد سے خالی رہتی ہے- بقول علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ):

یہ ذکر نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا 'لا الٰہ' تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اللہ عزوجل اپنے محبوب کریم (ﷺ) کے نعلین پاک کے وسیلہ جلیلہ سے ہم سب کو ظاہراً باطناً کامل طہارت عطا فرمائے- آمین!

☆☆☆

[46] المائدہ:06

[47] المائدہ:41

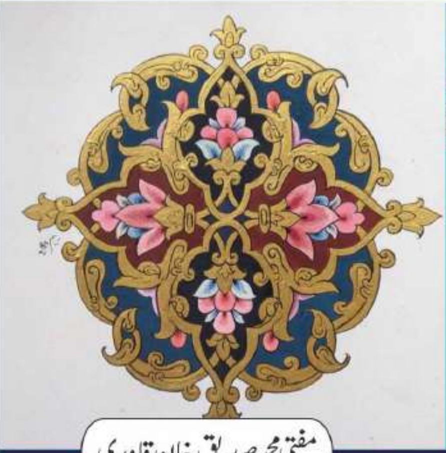

الفقیہ الحافظ
امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام عیاض، کنیت ابو الفضل اور نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن عیاض۔[1]

ولادت ووطن:

آپ کی ولادت نصف شعبان سن 476ھ کو شہر سبتہ میں ہوئی۔[2]

قاضی صاحب کے آباء واجداد بسطہ سے فاس منتقل ہوگئے تھے پھر وہ سبتہ آئے یہیں ان کی ولادت ہوئی یہ ساحل سمندر پر واقع مغرب کا ایک مشہور شہر ہے اس شہر سے نسبت ہونے کی وجہ سے وہ سبتی بھی کہلاتے ہیں۔

یمن کے مشہور قبیلہ حمیر سے خاندانی تعلق تھا اس خاندان کے ایک شخص یحصب بن مالک کی نسبت سے یحصبی بھی کہلاتے ہیں۔[3]

آپ فقہ میں امام مالک کے پیروکار تھے اور فقہ مالکی کی نشرواشاعت میں اُن کا بڑا اہم کردار رہا ہے تو اس وجہ سے اُن کو مالکی بھی کہا جاتا ہے۔

قاضی عیاض کا خاندان علمی حیثیت سے بڑا نمایاں تھا اس میں اُن سے پہلے اور اُن کے بعد کئی اصحاب علم و فن گزرے ہیں۔

تحصیل علم کیلئے رحلت وسفر:

امام صاحب اپنے وطن کے علماء ومشائخ سے اکتسابِ علم کرنے کے بعد 507ھ میں اندلس تشریف لے گئے اور قرطبہ کے آئمہ فن سے علم حاصل کیا علم کی تحصیل کیلئے انہوں کے مشرق کے شہروں کا بھی سفر اختیار کیا۔[4]

اساتذہ:

آپ نے بڑے بڑے نامور اور مشہور آئمہ فن سے علم حاصل کیا جن اساتذہ سے انہوں نے علم کی تحصیل کی اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

"ابو علی بن حسین محمد صدفی، عبداللہ بن محمد بطلیوسی، قاضی ابوالولید بن رشد، عبداللہ بن محمد خشنی، ابو علی حسن بن محمد، ابو القاسم عبدالرحمن بن بقی، ابو محمد بن عثمان، ہشام بن احمد، قاضی ابو بکر بن عربی، ابو علی حسن بن علی طریف، خلف بن ابراہیم، محمد بن عبداللہ مسبل، عبدالرحمن بن محمد، محمد بن عیسی تمیمی، ابو حامد محمد بن اسماعیل، سفیان بن عاص فقیہ، ابوالولید ہشام بن احمد اور ابن مغیث (رحمۃ اللہ علیہم)"[5]

تلامذہ:

آپ سے بے شمار علماء نے اکتسابِ علم کیا جن میں سے چند مشہور تلامذہ کا ذکر درج ذیل ہیں:

---

[1] (سیر اعلام النبلاء ج:15، ص:49)

[2] (وفیات الاعیان، ج:3، ص:483)

[3] (ایضاً)

[4] (الدیباج، ج:1، ص:169)

[5] (الاحاطہ فی اخبار غرناطہ، ج:4، ص:189)

"ابو القاسم خلف بن بشکوال، ابو جعفر بن قصیر ناطی، عبد اللہ بن احمد عصیری، ابو محمد عیسی بن الحجری، محمد بن حسن الحائری (رحمۃ اللہ علیہم)"۔[6]

علمی مقام و مرتبہ اور آئمہ کرام کی آراء:

امام قاضی عیاض مالکی ایک مایہ ناز علمی شخصیت تھے آپ علومِ دینیہ میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے، اُن کا شمار نامور آئمہ فن میں ہوتا تھا۔اصحاب سیر اور تذکرہ نگاروں نے اُن کے علمی مقام اور شان کو دیکھتے ہوئے اُن کو الفقیہ الحافظ ،جمال الاعلام ،قدوۃ ائمۃ الاسلام، الحافظ الناقد ،الحجۃ ،اور شیخ الاسلام جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔

امام صاحب مختلف اوصاف و کمالات سے متصف اور مختلف علوم و فنون کے جامع تھے یہی وجہ ہے کہ علامہ ابو الفلاح عبد الحیی شذرات الذہب میں اُن کی علوم میں جامعیت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وکان امام وقته فی علوم شتی مفرطافی الذکاء"[7]

"وہ مختلف علوم میں اِمامِ وقت تھے اور فہم وذکاء میں بہت فائق تھے"۔

قاضی عیاض کی علمی خدمات اور مختلف علوم و معانی اور اصطلاحات کی فہم وفراست کی وجہ سے ان کی شخصیت لائق فخر اور سرمایہ کمال تھی، اسی چیز کے پیش نظر علامہ ابن الانبار اُن کی علمی شخصیت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"فکان جمال العصر ومفخر الافق ومعدن الافادۃ واذاعدت رجالات المغرب فضلا عن الاندلس حسب فیھم صدرا"[8]

"وہ زمانے کے جمال، آفاق کے فخر افادہ کے خزانہ تھے، وہ نہ صرف اندلس بلکہ مغرب کے علماء اور رجال کے صدر تھے"۔

انہی اوصاف و کمالات کی بدولت ان کی شہرت و مقبولیت میں بڑا اضافہ ہوگیا تھا ان کی شہرت عظیم تھی۔ علامہ ذہبی ان کی رفعت اور شہرت کو بیان کرتے ہُوئے فرماتے ہیں:

"ومن الرفعۃ مالم یصل الیه احد قط من اھل بلدہ"[9]

"اُن کے اپنے شہر میں جو رفعت ،بلند مرتبہ اور عظیم الشان وقار اُن کو حاصل ہُوا وہ یہاں کے کسی اور شخص کو نہیں ملا"۔

علم حدیث میں مقام:

امام صاحب عِلم حدیث میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے اُن کو عِلمِ حدیث سے بڑا شغف اور خاص اشتغال تھا، وہ اس فن میں مکمل مہارت اور ادراک رکھتے تھے، اُن کا حفظ و ضبط، فہم و تیقظ اور ذکاوت و ذہانت کمال درجے کی تھی۔علامہ ابو القاسم خلف بن عبد الملک فرماتے ہیں

"ھومن اھل التفنن فی العلم والذکاء والیقظۃ والفھم"[10]

"وہ علم، بیداری، ذکاوت اور ذہانت میں اہل تفنن میں سے تھے"۔

قاضی صاحب حدیث اور علوم حدیث میں امام وقت تھے، امام یافعی عِلمِ حدیث میں اُن کے مقام کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں

"وکان امام وقته فی الحدیث وعلومه"[11]

"وہ حدیث اور علوم حدیث میں امام وقت تھے"۔

علامہ ابو المحاسن جمال الدین اُن کو الحافظ الناقد اور الحجۃ جیسے القابات سے یاد کرنے کے ساتھ ساتھ فرماتے ہیں:

"کان اماما حافظا محدثا متبحرا"[12]

"وہ ایک متبحر امام، حافظ اور محدث تھے"۔

---

[6](تذکرۃ الحفاظ، ج:4، ص:69)
[7](شذرات الذہب، ج:6، ص:226)
[8](معجم اصحاب القاضی، ج:1، ص:296)
[9](تذکرۃ الحفاظ، ج4، ص:68)
[10](الصلۃ فی تاریخ آئمہ الاندلس، ج:1، ص:430)
[11](مرآۃ الجنان، ج:3، ص:216)
[12](النجوم الزاھرۃ، ج:5، ص:285)

امام نووی قاضی صاحب کی حدیث میں علمی وجاہت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"هو امام بارع في علم الحديث والاصولين"[13]

"وہ علم الحدیث اور اُصول میں فائق امام تھے"۔

فقہ اور دیگر علوم میں مہارت:

قاضی صاحب نہ صرف علمِ حدیث میں کمال رکھتے تھے بلکہ فقہ اور دیگر عربی علوم میں بھی مہارت رکھتے تھے ،وہ حدیث اور فقہ کے ساتھ ساتھ علوم قرآن نحو،لغت،کلامِ عرب، انساب اور ادب کے بھی نامور عالم تھے۔

حافظ ابن کثیر اُن کی مختلف علوم میں مہارت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وكان امامافی علوم كثيرة كا الفقه واللغة والحديث والادب"[14]

"وہ علوم کثیرہ جیسے فقہ ،لغت ،حدیث اور ادب کے امام تھے"۔

اور امام یافعی اُن کی مختلف علوم میں علمی شان کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"وكان امام وقته فی النحو و اللغة و كلامِ العرب وانسابهم"[15]

"وہ علمِ نحو،لغت،کلام عرب اور اُن کے انساب کے امام وقت تھے"۔

امام نووی اُن کے بارے ارشاد فرماتے ہیں

"هو امام بارع فی الفقه و العربية"[16]

"وہ فقہ اور علوم عربیہ کے ماہر امام تھے"۔

اُن کی فقہی مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُن کا شمار فقہ مالکی کے اکابر فقہا میں ہوتا ہے وہ فقہ مالکی کے اصول و فروع پر گہری نظر رکھتے تھے وہ اس مذہب کی جزئیات کے حافظ تھے اُن کو شعر و سخن کا بڑا ذوق تھا اُن کے جو اشعار ارباب سیر نے نقل کئے ہیں وہ فراق و جدائی کی بے قراری ، حکیمانہ مضامین اور مناظر قدرت کی مصوری پر مشتمل ہیں اصحاب سیر نے اُن کے اشعار کی بلندی کا بڑا اعتراف کیا ہے۔

عہدہ قضا:

امام صاحب کی ذکاوت و ذہانت اور فطانت کا یہ عالم تھا

کہ 30 سال کی عمر میں آئمہ فن سے مناظرہ اور تقریباً 35 سال کی عمر میں عہدہ قضا پر فائز ہوئے پہلے آپ اپنے وطن سبتہ کے عرصہ دراز قاضی رہے پھر غرناطہ میں اس عہدہ پر مامور کیے گئے لیکن آپ وہاں زیادہ مدت نہ رہے بلکہ واپس آکر دوبارہ سبتہ کے قاضی مقرر ہوئے اس عہدہ پر مدتوں فائز رہنے کی وجہ سے قاضی ان کے نام کا جز ہو گیا تھا۔وہ محکمہ قضا کے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور ذمہ داری سے انجام دیتے تھے اور عدل و انصاف سے بالکل انحراف نہیں کرتے تھے۔[17]

اخلاق وعادات:

قاضی صاحب بڑے اچھے اخلاق وعادات کے مالک تھے ،وہ تواضع وانکساری ،نرم خوئی ،خوش اخلاقی ،صبر و ضبط، عفو و تحمل اور سخاوت وفیاضی جیسے عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔

علامہ برھان الدین صاحب الدیباج فرماتے ہیں:

"كان صبورا حليما جميل العشرة جوادا كثير الصدقة"[18]

وہ صابر ، حلیم اچھی معاشرت والے ،بہت زیادہ صدقہ دینے والے تھے۔

آپ خشیت الٰہی ، عمل صالح میں مداومت اور حق کے معاملہ میں شدت پسندی کیلئے مشہور تھے۔علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ان کے شہر میں ایسی عظیم الشان رفعت کا کوئی حامل

---

[13] (تہذیب الاسماء واللغات ،ج:2،ص:43)

[14] (البدایہ والنھایہ ،ج:12،ص:280)

[15] (مراۃ الجنان ،ج:3،ص:216)

[16] (تہذیب الاسماء واللغات ،ج:2،ص:43)

[17] (تذکرۃ الحفاظ ،ج:4،ص:68)

[18] (الدیباج ،ج:1،ص:169)

نہیں تھا مگر اس چیز نے عجب و کبر کی بجائے ان کے عجز وانکسار اور خشیت الٰہی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔[19]

ان پر خشیت الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ قضا کے معاملات میں کبھی بھی ناانصافی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنے اور پرائے کے معاملہ میں انصاف اور حق پسند سے روگردانی کرتے تھے۔

تصنیفات:

قاضی عیاض ایک عظیم محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ناموراور صاحب کمال مصنف بھی تھے -ان کی تصنیفات بڑی اہم، بلند پایہ اور علم وفن میں بڑی مفید تصور کی جاتی ہیں۔

اس لیے اُن کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور وہ ہر زمانہ کے اہل علم میں مقبول و متداول رہی ہیں مؤرخین نے ان کو مفید معلومات افزا اور تحریر و اندازِ بیان کے لحاظ سے انوکھی اور دلکش بیان کیا ہے امام صاحب بے شمار کتب کے مصنف ہیں یہاں اُن کی چند مشہور کتب کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. کتاب الشفابتعریف حقوق المصطفی: یہ قاضی عیاض صاحب کی بڑی مفید مقبول اور بے مثال کتاب ہے اس کتاب کی مکمل تفصیل پر ناچیز کا ایک آرٹیکل شائع ہو چکا ہے
2. اکمال المعلم فی شرح صحیح المسلم: یہ صحیح مسلم کی شرح اور امام مازری کی مشہور شرح مسلم کتاب المعلم بفوائد کتاب مسلم کا تکملہ ہے
3. مشارق الانوار:اس کا پورا نام مشارق الانوار علی صحاح الآثار ہے یہ حدیث کی تین اہم کتابوں "مؤطا امام مالک"،"صحیح بخاری" اور "صحیح مسلم" کی شرح ہے اس میں ان کی حدیثوں کے مشکل اور غریب الفاظ کی تحقیق و تشریح، معانی و مطالب کی توضیح، راویوں کے ناموں کا ضبط اور ان کے اغلاط واوہام اور تصحیفات وغیرہ پر تنبیہ کی گئی ہے۔
4. کتاب ترتیب المدارک و تقریر المسالک لمعرفة اعلام مذهب مالک :اس میں مذہب مالکی کے مشاہیر واعلام کا ذکر ہے یہ بڑی عمدہ اور انوکھی کتاب ہے۔
5. کتاب التنبیهات المستنبطه علی الکتب المدونه: مذہب مالکی کی مشہور کتاب مدونہ کے مشکل، مغلق الفاظ و کلمات کی شرح اور نادر وغریب فوائد کا خزانہ ہے۔
6. جامع التواریخ: اس میں اندلس اور بلاد مغرب کے ملوک اور سرزمین سبتہ کے واقعات اور اس کے علماء کے حالات درج ہیں۔
7. کتاب الالماع فی ضبط الروایة و تقیید السماع: یہ اصول حدیث میں بڑی مفید کتاب ہے
8. 8:کتاب بغیة الرائد لماتضمنه حدیث ام زرع من الفوائد: یہ حدیث مذکور کی مبسوط شرح ہے
9. کتاب العقیده
10. الاعلام بحدودقواعدالاسلام[20]

وفات:

آپ کا وصال جمادی الثانی سن 544ھ کو مراکش میں ہوا اور بابِ ایلان میں اُن کو سپرد خاک کیا گیا۔[21]

☆☆☆

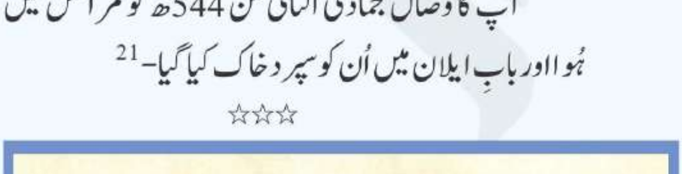

[19](تذکرۃ الحفاظ، ج:4،ص:68)
[20](الاعلام لذرکلی،ج:5،ص:99)
[21](وفیات الاعیان،ج:3،ص:483)

’’عینُ الفقر‘‘ اور ’’کلید التوحید‘‘ کے انگریزی تراجم کی تقریبِ رونمائی

رپورٹ: مسلم انسٹیٹیوٹ

مسلم انسٹیٹیوٹ کی جانب سے 19 اپریل 2022ء بروز منگل اسلام آباد کلب میں حضرت سلطان باھُوؒ کی دو کتب ’عین الفقر‘ اور ’کلید التوحید‘ کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا گیا- عزت مآب صاحبزادہ سلطان احمد علی (دیوان آف جوناگڑھ اسٹیٹ و چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ) نے ابتدائی کلمات ادا کیے- معزز مقررین میں عزت مآب سید فخر امام (سابق وفاقی وزیر)، عزت مآب ڈاکٹر محمد علی شاہ (وی سی قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد)، عزت مآب مسٹر یرژان کستافین (پاکستان میں قازقستان کے سفیر)، میجر جنرل ڈاکٹر شاہد احمد حشمت (ریٹائرڈ سابق سفیر پاکستان برائے سری لنکا)، افراسیاب مہدی ہاشمی قریشی (سابق ایڈیشنل سیکرٹری خارجہ پاکستان)، جناب منظور احمد خان، لیوٹن یو کے (حضرت سلطان باھُوؒ کی کتب کے مترجم)، پروفیسر ڈاکٹر عالیہ سہیل خان (سابق وائس چانسلر راولپنڈی ویمن یونیورسٹی)، پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان) تھے، ڈاکٹر سائرہ علوی نے تقریب میں ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے- تقریب رونمائی میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی بڑی تعداد نے شرکت کی-

تقریب میں مقررین کے اظہارِ خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

عین الفقر اور کلید التوحید یہ غیر معمولی کتب اصل میں فارسی زبان میں لکھی گئی تھیں اور اب ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ مسٹر ایم اے خان نے کیا ہے- ان دو کتابوں اور روحانیت پر لکھی گئی تصوف کی غیر صوفی کی کتب میں بہت فرق ہے- تصوف کی زیادہ تر کتب میں ترتیب و تالیف نیز وضاحت پر کام ہے- جبکہ حضرت سلطان باھُوؒ جب لکھتے ہیں تو وہ فلسفیانہ بحث نہیں کرتے بلکہ اعلیٰ ترین روحانی کیفیتوں کے اپنے ذاتی تجربات بیان کرتے ہیں- ’’عین الفقر‘‘ تصوف کی ایک عظیم کتاب ہے جو بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں قادری روحانی تربیت کی عظیم روایات کا احاطہ کرتی ہے- تصوف کا یہ مسودہ روحانیت اور حقیقتِ انسان کو سمجھنے کے طریقوں کے گرد گھومتا ہے- کتاب کے مترجم جناب ایم اے خان نے اس مستند مسودہ کا ترجمہ کرنے میں شاندار کام سرانجام دیا ہے- دنیا میں انگریزی پڑھنے والوں کو تصوف کے ایسے قیمتی لٹریچر سے متعارف کروانے میں ان کی کاوشیں قابل تحسین ہیں-

کلید التوحید، جس کا ترجمہ توحید کی کلید ہے، تصوف کی ایک مختصر فارسی تحریر ہے جو حضرت سلطان باھُوؒ نے لکھی ہے- حضرت سلطان باھُوؒ لکھتے ہیں کہ کلید التوحید تصوف کے رازوں کا بیان ہے- اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں قرآن و حدیث پر مبنی انتہائی لطیف

اور پاکیزہ خیالات پر مبنی، کلید التوحید کی ہر سطر اسرارِ الٰہی کو عیاں کرتی ہے- حضرت سلطان باھُوؒ اس دنیا اور اٹھاراں ہزار عالم اور اس میں موجود ہر چیز کا تقابل ایک ایسے تالے سے کرتے ہیں جسے ایک صوفی کھول سکتا ہے، جو فقر سے فیض یاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسندیدہ شخص ہے- اسے علمِ لدنی سے نوازا جاتا ہے اور اس پر آسمانی اسرار منکشف ہوتے ہیں-

یہ کتاب طالبانِ مولیٰ کے لیے ایک مکمل رہنما کے طور پر کام کرتی ہے جنہیں صوفیانہ راستے پر مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے چاہے وہ ابتداء میں ہو یا مرتبہ انتہا پر- حضرت سلطان باھُوؒ اس کتاب کو ایک کامل روحانی آقا (مرشد کامل) سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ یہ روحانیت کے راستے کے نظم و ضبط کو روشن کرتی ہے- کلید التوحید کے مطالعہ سے طالب مولیٰ کو ایک کامل آقا یعنی مرشد کامل اور منافقین کے درمیان فرق کرنے میں مدد ملتی ہے جو خدا کے بندے (مرشد) ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت خواہشاتِ نفس کے غلام ہیں- کلید التوحید کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے- پہلا حصہ مرشد کامل اور ان کی صفات پر مرکوز ہے- مرشد کامل اللہ کا دوست، صوفی یعنی خالصتاً اللہ سے محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں مستغرق- جس کا جسم دنیا میں رہتا ہے، لیکن وہ نورِ توحید میں مستغرق ہوتا ہے- اللہ کی محبت اور علم اس کے لیے اللہ کی عطا ہے- ولی اللہ کو طالبانِ مولیٰ کی رہنمائی کرنے اور ان کے نفس کی بنیادی خصلتوں جیسے تکبر، منافقت، انا، غصہ، بغض، لالچ، حسد، غیبت، جنسی لذت، دکھاوا وغیرہ کو دور کرنے کی طاقت دی گئی ہے- اس روحانی اور غیر معمولی طاقت کا سرچشمہ نورِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مجلس محمدی (ﷺ) میں غرق ہونے سے حاصل ہوتا ہے- حضرت سلطان باھُوؒ کتاب کے دوسرے حصے میں تخلیق کے مراحل بیان کرتے ہیں- وہ ازل سے شروع کرتے ہیں ہے اور پھر پوری تخلیق کا مرحلہ وار تفسیر کرتے ہیں-

حضرت سلطان باھُوؒ کی کتب کا ترجمہ کرنے کا بنیادی مقصد انگریز قاری اور خاص طور پر ہمارے نوجوانوں کو جو اسلام کی روحانی جہت سے ناواقف ہیں، نہایت آسان طریقے سے متن کی وضاحت کرنا ہے- ایک اہم پہلو جس پر غور کیا جائے وہ یہ ہے کہ مسلم تہذیب خاص طور پر مذہبی اور روحانی میدان میں اپنا الگ تجربہ رکھتی ہے- سیاسی، اقتصادی اور تاریخی طور پر، ہر تناظر میں، مسلم فلسفہ خاص طور پر زبان کا فلسفہ اور اصطلاحات کا فلسفہ مغربی یہودی عیسائی ثقافت سے یکسر مختلف ہے- 200 برس قبل، مسلمانوں نے فاتح کے طور پر جہاں بھی قدم رکھا، زبانوں کے ساتھ ان کا سلوک فاتح جیسا تھا- تاہم جب سے وہ نوآبادیات کے نرغے میں آئے ایک خاص ثقافت اور تہذیب نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور تب سے وہ محکوم ہو گئے ہیں- ان میں اتنی ہمت نہیں رہی کہ وہ اپنی شرائط اور خیالات کو آزادانہ طور پر بیان کر سکیں-

کتاب عین الفقر مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں لکھی گئی- تاہم آج مسلمان اس دور میں جی رہے ہیں جب ان کی عقل، معیشت، ادب اور تہذیب کی تمام بڑی جہتیں سابق استعماری طاقتوں کے زیر تسلط ہیں- ایسے وقت میں آزاد ادب کو متعارف کرانا ایک مشکل کام ہے- تاہم فقر کا راستہ ہی اس مشکل کام کو انجام دینے کے لیے ہمت اور توانائی بخشتا ہے- متعدد اصطلاحات ہیں جن میں مستشرقین کے ترجمہ سے اختلاف ہے- مثلاً فقر کا ترجمہ غربت ہے- تاہم، روحانی تناظر میں یہ بالکل مختلف ہے اور اس لیے قریب ترین مفہوم کی عکاسی کرنے کی کوشش میں، فقر کا ترجمہ کرنے کے لیے Spiritual Excellence کی اصطلاح متعارف کرائی گئی ہے- جیسا کہ ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

اذاتم الفقر فھواللہ "جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو صرف اللہ ہوتا ہے"-

اسی طرح اگر لفظ مراقبہ پر غور کریں تو اس کا ترجمہ اکثر سوچ، یکسوئی یا تفکر کے طور پر کیا جاتا ہے- البتہ مراقبہ کے اصل معنی کو بیان کرنے کے لیے ان الفاظ میں سے کوئی بھی مناسب نہیں- مراقبہ کا اصل معنی آپ کے نفس پر قابو پانا ہے جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نام پر غور کر رہے ہیں اور آپ کسی موم بتی یا کسی دوسری جسمانی چیز پر توجہ نہیں دے رہے ہیں- جبکہ سوچ یا تفکر جسمانی اشیاء کے غور و فکر پر مبنی ہے جس کے تحت وہ اکثر محض روشنی سے گمراہ ہوتے ہیں جسے وہ نور الٰہی سمجھتے ہیں- اصطلاح مراقبہ کی وضاحت لغت میں رہ گئی ہے- کتابوں میں پیچیدہ اور مخفی تصورات کو واضح کرنے کے لیے حاشیہ بھی شامل ہیں- پچھلی اشاعت کی طرح، آخر میں ایک لغت شامل کی گئی ہے تاکہ قارئین کو کتاب میں استعمال ہونے والی صوفی اصطلاحات سے آگاہی حاصل ہو- صوفی ادب کی گہرائی سے تفہیم کے لیے صوفیاء کے روحانی حالات کے ساتھ ہم آہنگی ضروری ہے- مکمل سکون حاصل کرنے کے لیے نفس، قلب اور روح کی صف بندی انتہائی ضروری ہے- جہاں نفس قلب کی بالادستی کو قبول کرتا ہے- یہ صوفی طریقہ کار کی روح ہے کہ کشف عقل پر فوقیت رکھتی ہے- یہاں عقل مکمل ہو جاتی ہے اور حقیقت مطلق کی بادشاہت حاصل ہو جاتی ہے- حضرت سلطان باھوؒ کے سامعین مدرسہ کے طلباء نہیں تھے بلکہ ان کے سامعین طلبِ الٰہی کے خواہش مند تھے جیسا کہ وہ اپنی شاعری میں کہتے ہیں:

باہجھ وصال اللہ دے باھوؒ سبھ کہانیاں قصّے ھُو

”تعلق باللہ (وصال) کے بغیر، باھوؒ، باقی کہانیاں اور قصے ہیں“-

حضرت سلطان باھوؒ اپنی کتابوں میں طالبانِ مولیٰ کو مخاطب کرتے ہیں اور ان کی کتابیں طالب مولیٰ کے لیے ہدایت ہیں- تصوف کی مشکل اصطلاحات کے معنوی ترجمہ کے لیے بڑی محنت درکار ہوتی ہے- ایم اے خان نے جس طرح مغربی قارئین کے لیے کام کیا اس میں ٹرانسلیشن کا معیار بہت عمدہ ہے- ایک سچا شخص جو انگلش جانتا ہے اور جو تصوف کی گہرائی کو جانتا ہے صرف وہی عالم اور وہ فرد ہی ایسا کر سکتا ہے، یہ ایک بہت بڑا علمی کام ہے اور خاص طور پر انگریزی ادب میں- ایم اے خان صاحب کا انوکھا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف و فقر کی حقیقت کو پانے کے لیے بذات خود حضرت سلطان باھو کی خانقاہ پہ فقراء کے ساتھ وقت صَرف کیا ہے-

حضرت سلطان باھوؒ نے تقریباً 140 کتب تصنیف کر کے صوفی ادب میں گراں قدر خدمات سر انجام دی ہیں جو صوفیانہ رازوں سے مالا مال ہیں- آپؒ کی زیادہ تر کتابیں فارسی میں ہیں سوائے پنجابی شاعری کی ایک کتاب جسے ابیات باھوؒ کہا جاتا ہے- آپؒ کی بہت کم کتابیں ابھی تک انگریزی قارئین کیلئے دستیاب ہیں- جدید دنیا نے ابھی تک سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی تصانیف، فلسفیانہ نظریات اور تدریس کے بارے میں چند کتابوں کے علاوہ زیادہ تحقیق نہیں کی ہے- اس لیے پبلشر کی جانب سے اس قیمتی خزانے کا جدید زبانوں میں ترجمہ کرنے کا بڑا اقدام اٹھایا گیا ہے- اسلاموفوبیا اور اسلام مخالف منفی پروپیگنڈے جیسے نظریات سے نبرد آزماء ہونے اور جدید دنیا کو صوفیانہ تعلیمات سے متعارف کرانے کیلئے یہ عمل مستقبل میں بھی جاری رہنا چاہیے- اس کے علاوہ، ایسے اقدام سے نہ صرف انتہا پسندی اور دہشتگردی کے خاتمے میں مدد ملے گی بلکہ جدید معاشروں میں امن، رواداری اور بھائی چارے کو فروغ دینے میں بھی مدد ملے گی-

☆☆☆

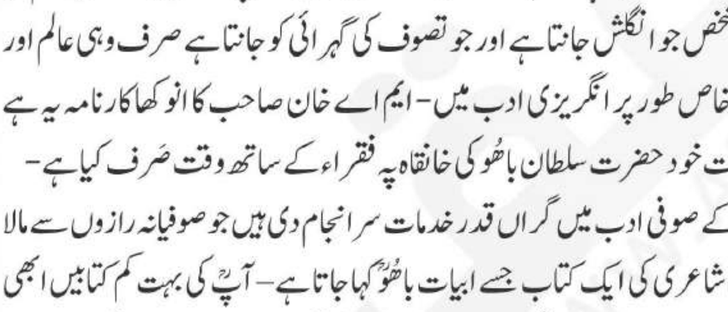

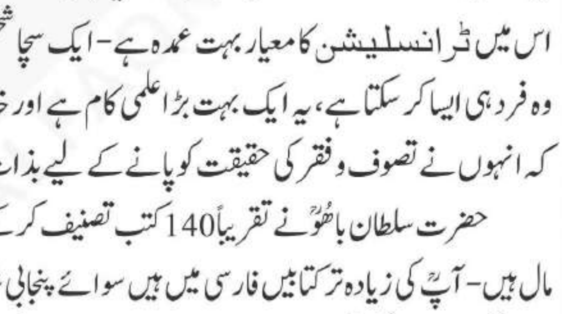

طریقِ تصوف میں

لطائفِ ستّہ کا بیان

لئیق احمد

صوفیائے کرام نے انسانی وجود میں چند ایسے مقامات (لطائف) کی نشاندہی فرمائی ہے جو حضرتِ انسان کی بصیرت و معرفت کی معراج میں معاون ثابت ہوتے ہیں اور انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے مالکِ حقیقی کے قرب و وصال میں مزید ترقی کرتا چلا جاتا ہے- ان لطائف کو سمجھنے سے قبل انسان کے تصور کو واضح طور پر سمجھنا از حد ضروری ہے- انسان دو جسموں کا مجموعہ ہے، ایک مادی سفلی اور کثیف جسم یعنی ظاہر اور دوسرا روحانی علوی لطیف جسم یعنی باطن- باطن سے مراد روح ہے جو بارگاہِ الٰہی سے ’’اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ‘‘ (دنیا) میں آئی ہے- انسان کے ظاہری و باطنی وجود کی مختلف طبیعتیں اور اس کے وجود میں کئی اعضاء ہیں مثلاً جگر، قلب، عقل وغیرہ جو انسان کی طبیعت پر اثر انداز ہوتے ہیں- محبت، اخوت، عزم، جزم، دلیری، بزدلی، بخل، سخاوت، ندامت، عجز وانکساری جیسے جذبات انسان کے دل کی طرف منسوب ہوتے ہیں- یادداشت انسان کے دماغ (عقل) کی طرف منسوب کی جاتی ہے جبکہ نفس (قوتِ بہیمیہ) کو جگر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے- نفس، قلب، روح اور عقل وغیرہ وہ مقامات ہیں جن کی صلاحیتوں کو مصفّٰی کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا پیش خیمہ بنایا جاسکتا ہے- انہیں ہی لطائف کہا جاتا ہے-

یوں تو یہ لطائف تعداد میں نو ہیں البتہ اکثر اصفیاء و اتقیاء نے چھ لطائف کو زیادہ بیان کیا ہے، اس نسبت سے انہیں ’’لطائفِ ستہ‘‘ بھی کہا جاتا ہے- جیّد صوفیائے کرام کی تصنیفات میں ان لطائف کو مہذب و آراستہ کرنے کے طور طریقوں پر تفصیلی بحث ملتی ہے- لطائفِ ستہ یہ ہیں:

’’نفسی، قلبی، روحی، سرّی، خفی، اخفیٰ‘‘-

جب انسان کا نفس تابع ہو جائے تو خواہشات زیر ہو جاتی ہیں اور انسان معصیت سے خود کو محفوظ کرنے لگتا ہے- جب قلب کا لطیفہ مہذب ہو جاتا ہے تو پورا وجود درست ہو جاتا ہے، انسان کے احساسات و جذبات مشیتِ ایزدی کے تابع ہو جاتے ہیں- اسی طرح نیک و صالح ارواح سے تعلقات لطیفہ روح کے مہذب ہونے سے حاصل ہوتے ہیں- جبکہ اسرارِ الٰہی کے انکشافات لطیفہ سر کی تہذیب و تربیت سے حاصل ہوتے ہیں- جب نفس و قلب و روح و سر مہذب ہو جائیں تو انسان روحِ علوی کی طرف پیش قدمی کرتا ہے اور پھر یہ تسلسل انسان کو ذاتِ حق تک لے جاتا ہے- روحِ علوی کا تصرف لطیفہ خفی میں آجاتا ہے اور ذاتِ حق تک رسائی لطیفہ اخفیٰ کی تہذیب و تربیت کے باعث ممکن ہوتی ہے-

ان لطائف کی تہذیب و تربیت تین طریقوں سے ممکن ہے:

اول: ذکر اسم اللہ ذات و ذکر کلمہ پاک

دوم: مراقبہ، استغراق، مشاہدہ و نقشِ وجودیہ وغیرہا

سوم: توجہ مرشد کامل-

ان لطائف کے مصفّٰی و مجلّٰی کرنے کا واحد مقصد ذاتِ حق تک رسائی ہے اور انسان کا مقصدِ حیات بھی یہی ہے- جب زمین میں بیج لگایا جاتا ہے تو انسان صرف اسے پانی دیتا ہے- اس بیج کا پھٹنا، اس میں سے پودا نکلنا، پھل آنا سب مشیتِ ایزدی کے تحت ہوتا ہے- بعینہٖ انسان کو بھی چاہئے کہ وہ بیج لگائے اور ذاتِ باری تعالیٰ سے پُر امید رہے- عارفوں

کے سلطان حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اسی بات کو اپنے پنجابی کلام میں یوں بیان فرمایا ہے:

الف: اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ھو
جیوے مرشد کامل باھو جیں ایہہ بوٹی لائی ھو

مزید لطائف کی تفصیل کچھ یوں ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاں لطائف ستہ کا بیان:

برصغیر پاک وہند کے معروف صوفی بزرگ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لطائفِ ستّہ کے بیان میں باقاعدہ ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے- آپؒ کا تصنیف کردہ یہ رسالہ ”الطاف القدس فی معرفۃلطائف النفس“ کے نام سے موسوم ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس میں لطائفِ قدسیہ کی تہذیب اور تربیت پر جامع بحث فرمائی ہے- علمِ لطائف کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”صوفیاء میں سے جو لوگ مدتوں راہِ تصوف کی کوچہ گردی کے باوجود لطائف کا علم حاصل نہیں کر پائے لطائف سے آشنا حضرات کے مقابلے میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک ماہر طبیب علمِ تشریح سے واقف مختلف امراض اور ان کے اسباب و علامات اور ان کے علاج کا اچھی طرح علم رکھنے والے اور اس کے ساتھ سلف کے مجرب اصولوں کے ماہر کے مقابلے میں معمولی سمجھ بوجھ کی بوڑھی عورتیں جو محض اٹکل پچّو سے دوا دارو کرتی ہیں، یا پھر لطائف کا علم جاننے والوں کی مثال اس راہبر کی ہے جس نے طویل عمر بیابانوں میں گزار کے راستے کے تمام نشیب و فراز سے پوری طرح آگاہی حاصل کر رکھی ہے اور وہ جاری راستے اور صحرا میں بخوبی تمیز کر سکتا ہے- ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کے برابر کیسے ہوسکتے ہیں جو محض تفریح کی خاطر یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر اس پریشانی میں پھنس گئے، کوئی مقصد پیشِ نظر نہ تھا اور نہ ہی راستے سے آگاہی، کچھ تو ان میں سے ہلاک ہوگئے ہوں اور کچھ منزلِ مقصود تک پہنچ گئے ہوں“-[1]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے مطابق مقامِ نفس جگر، مقامِ قلب دل، مقامِ روح سینہ اور مقامِ سرّ دماغ ہے- نفس و قلب و روح و سرّ کا آپسی ربط ور جحان اور درجات و مقامات کے تقرب کے باعث حضرت شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے رسالے میں متعدد مقامات پر ان چاروں لطائف کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے- لطائف کے مقامات کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:

”الغرض! یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ نفس کا شعبہ جگر میں اقامت پذیر ہے، قلب کا شعبہ اس گوشت کے لوتھڑے (دل) میں اور عقل کا شعبہ دماغ میں“-[2]

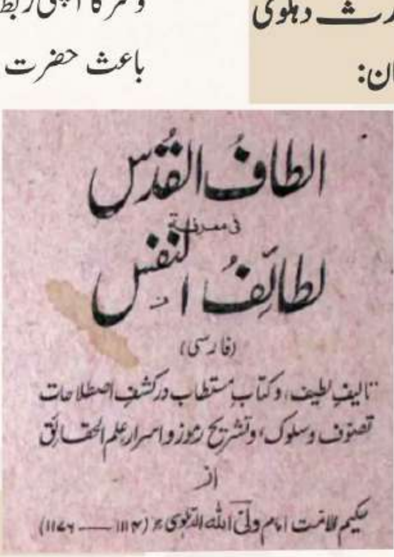

نفسی:

شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے وجود میں دو طرح کی قوتیں رکھی ہیں ایک ناسوتی (قوتِ بہیمیہ) ہے جس کے باعث انسان حیوانِ ناطق کی صفات میں مدغم ہے جبکہ دوسری ملکی ہے جو انسان کو فرشتہ کی طرح عابد بناتی ہے- نفسی (لطیفہ نفس) سے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) یہ مراد لیتے ہیں:

”تہذیبِ نفس سے مراد یہ ہے کہ قوتِ ملکیہ کے ذریعے قوتِ ناسوتیہ میں تصرف کیا جائے، قوتِ ملکیہ کے احکام ظاہر ہوں اور قوتِ بہیمیہ کے آثار کم ہو جائیں یا پردۂ خفا میں چلے جائیں“-[3]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

”نفس کی اصل فطرت تقاضائے خواہشات ہے اس لئے ضروری ہے کہ توبہ و زُہد سے اس کی تربیت کی جائے“-[4]

---

[1](لطائف القدس، فصل اول، ص:16)
[2](لطائف القدس، ص:34)
[3](لطائف القدس، ص:34)
[4](لطائف القدس، ص:54)

قلبی:

احادیثِ مبارکہ میں بہ کثرت قلبِ مومن کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے- جب بندے میں ہوائے نفس ختم ہو جاتی ہے اور خود احتسابی و تزکیہ سے وجود نفسانی خواہشات کا گلہ گھونٹ دیا جاتا ہے اور شریعت کے اعمال و افعال کے لباسِ مطہرہ کو زیب تن کر لیا جاتا ہے تب گناہ و معصیت کی کدورت سے قلب کو پاکی نصیب ہوتی ہے- تہذیبِ نفس سے قلب میں اوصافِ حمیدہ پنپتے ہیں اور وجود پر اُن کا اطلاق ظاہر ہوتا ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”قلب کے اصلی مقامات صدق، صبر، توکل، تسلیم، تقویٰ، محبت شعائر اللہ اور سماحت ہیں، یہی وجہ ہے کہ صوفیاء نے ان مقامات کے بارے میں طویل گفتگو کی ہے“-[5]

جب انسان کے باطن میں مقامِ قلب عیاں ہو جاتا ہے تو محبت جنم لیتی ہے- اسی طرف اشارہ فرماتے ہوئے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بندے کے وجود کے جوارح (اعضاء) میں خشوع، گفتگو میں آداب اور محبوب (اللہ سبحانہٗ تعالیٰ) کے ساتھ نسبت رکھنے والے تمام لوگوں کی تعظیم اور تکریم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) مزید ارشاد فرماتے ہیں:

”دل کارِ محبت سنبھالے اور محبوبِ حقیقی کے ساتھ پیوستہ و وابستہ ہو جائے“-[6]

روحی:

حضرت شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے روح کے انبساط کو محبت کے ساتھ قید کیا ہے- آپ فرماتے ہیں کہ روح پر ایک خاص نور کا فیضان ہوتا ہے جس سے اس میں محبتِ خاصہ جنم لیتی ہے اور یہی وہ مقام ہے جس سے سالک قربتِ الٰہی میں مزید آگے کی جانب گامزن ہوتا ہے- روح مالک حقیقی کی فریفتہ ہے اور اسے محبت کے سوا کوئی کام نہیں رہتا- جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) محبت خاصہ کے بارے فرماتے ہیں:

”پس محبتِ خاصہ تجلی اعظم کے ساتھ پیوستگی، نزدیکی، ہم آغوشی اور شعلہ ہائے الفت کی انگیخت اور ایسے دوسرے امور ہیں“-[7]

سرّی:

جب روح اپنی صفات میں تکمیل پا جاتی ہے تو اشتیاق کے مارے اگلا مرحلہ سرّی شروع ہو جاتا ہے جو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا عین بعین مشاہدہ ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”ہمارے نزدیک سرّ سے وہی عقل مراد ہے جو زمین کی طرف جھکاؤ چھوڑ کر علوی احکام کا اثر قبول کر چکی ہے اور اسے تجلیٔ اعظم کا مشاہدہ نصیب ہے“-[8]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے لطیفۂ سرّ کی جو مشق بیان فرمائی ہے ان میں ذکر بالجہر، حبسِ نفس، طہارتِ دائمی، تلاوت و اوراد سے منور ہونا، صفاتِ الٰہی کا مراقبہ اور اسمائے الٰہی میں تدبر و تفکر شامل ہیں- اس مقام پر سالک کا ظاہر باطن نور کی دولت سے مزین ہو جاتا ہے- جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”روح سے ایک عجیب قسم کا نور نازل ہوتا ہے جو سالک کے ظاہر و باطن کو گھیر لیتا ہے، یہ وہ عجیب کیمیا ہے جس سے عوام آشنا نہیں، اور وہ نادر دولت ہے جس کی طرف اس راہ کے راہیوں کے علاوہ کسی کی راہ نہیں“-[9]

قلب و روح و عقل و سرّ کے عوامل کے بارے میں شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرماتے ہیں:

”روح قلب سے کہیں زیادہ لطیف ہے اور سرّ عقل سے زیادہ منور ہے قلب کا کام وجد، روح کا کام محبت، عقل کا کام یقین اور سرّ کا کام مشاہدہ ہے“-[10]

خفی:

حضرت شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے لطائفِ نفس و قلب و روح و سرّ کو ظاہری لطائف سے تعبیر فرمایا ہے اور لطائفِ حقیقی خفی، نورالقدس، اخفیٰ اور انا کو فرمایا ہے- سالک جب رازِ حق سے آشنا ہو جاتا ہے تو اس کی روح لطیف ہو جاتی ہے،

[5](لطائف القدس، ص:56)
[6](لطائف القدس، ص:59)
[7](لطائف القدس، ص:68)
[8](لطائف القدس، ص:52)
[9](لطائف القدس، ص:73)
[10](لطائف القدس، ص:27)

اس کے وجود میں لطیفہ خفیہ ترقی پاتا ہے اور روح القدس کے جلوے عیاں ہو جاتے ہیں- یہ مقامِ خفی ہے، جس کے بارے میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"اس پر اوپر سے کوئی معرفت و الہام منشرح نہیں ہوتا، بلکہ جوشِ قضا و قدر اور علوم و الہامات سب اپنے سے اپنے اندر ملاحظہ کرتا ہے"-[11]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"جو کچھ ان لطائف خفیہ پر واقع ہوتا ہے، وہ مخفی اور مستور ہوتا ہے، عقل و وجدان سے اسے محسوس نہیں کیا جاسکتا، ان کا حاسہ الگ ہے جو انتہائی لطیف اور نازک ہے"-[12]

مقامِ خفی عقل کی تعبیر سے قاصر اور زبان اس کے بیان کرنے سے قاصر ہے - آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اس مقام کو اس طرح تشبیہ دیتے ہیں کہ ماقبل ظل اور سایہ تھے اور یہ اس کا اصل ہے- خفی مقامِ فنا و بقا ہے، جہاں حق غالب آجاتا ہے اور حضرت انسان اپنے اصل گھر کی طرف رجوع کر جاتا ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"وجود روحانی کی فنا اور لاہوت کی بقا سے مراد مخلوق کی ہستی پر غلبہ حق ہے اور معنوی طور پر اس کا مقصد یہ ہے کہ لطیفہ خفیہ تمام لطائف پر غالب ہو جائے"-[13]

اخفیٰ:

لطائف و مقامات کی انتہائی منزل اخفیٰ ہے- یہاں سالک پر حجر بحت جلّ شانہ کا ظہور ہو جاتا ہے- حضرت شاہ ولی اللہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مقام کے بارے میں فرمایا ہے:

"یہ اخص خواص سالکین کے سیر کی آخری منزل ہے، زیادہ اللہ بہتر جانتا ہے"-[14]

علوی لطیف جسم اس مقام پر آکر یک رنگی ہو جاتا ہے، اسے بقاء حاصل ہوتی ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"وہ تجلی اعظم کی طرف متوجہ ہو، اس کے ساتھ اتصال اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کرے، اسی طرح روح علوی کی تہذیب اور ملاءِ اعلیٰ کا اثر قبول کئے اور اس کے رنگ میں رنگین ہوئے بغیر بھی محال ہے"-[15]

منہجِ مجدد الفِ ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور لطائفِ ستہ:

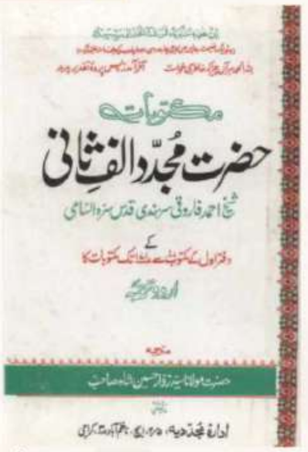

"تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تجلیہ روح، تخلیہ سر جیسے اعمال کا ذکر صوفیائے کرام کے ہاں جابجا ملتا ہے- مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات میں بھی ان لطائفِ ستہ کا ذکر ملتا ہے جن پر بحث جاری ہے- شیخ احمد سرہندی نے خواجہ جہاں کی جانب جو مکتوب لکھا ہے، اس میں آپؒ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو سلامت رکھے اور آپ کے سینہ کو کھولے اور آپ کے نفس کو پاک کرے اور آپ کے بدن کے چمڑے کو نرم کرے- یہ سب کچھ بلکہ روح اور سر اور خفی کے اور اخفی کے تمام کمالات حضرت سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تابعداری پر وابستہ ہیں- پس آپ کو چاہئے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی متابعت اور ان کے خلفائے راشدین ہادین مہدیین کی متابعت کو لازمی پکڑیں"-[16]

مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے طریق و امورِ لطائف میں اغلاط کی نشاندہی کی ہے- آپؒ کے ہاں بھی سلطانی طرز کی طرح لطائف کا آپسی تذکرہ موجود ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

"جواہر خمسہ جو اہلِ فلسفہ نے ثابت کیے ہیں سب عالم خلق میں ہیں- نفس و عقل کو جو مجرد ذات سے گنتے ہیں- یہ ان کی نادانی ہے- نفس ناطقہ خود یہی نفس امارہ ہے جو تزکیہ کا محتاج ہے اور بالذات اس کی ہمت کمینہ پن اور پستی کی طرف ہے- عالم امر سے اس کو کیا نسبت اور تجرد کو اس سے کیا مناسبت اور عقل خود معقولات میں سے سوائے ان امور کے جو محسوسات کے ساتھ مناسبت

[11](لطائف القدس، ص:85)
[12](لطائف القدس، ص:89)
[13](لطائف القدس، ص:86)
[14](لطائف القدس، ص:85)
[15](لطائف القدس، ص:90)
[16](مکتوب:25)

رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے محسوسات کا حکم پیدا کیا ہوا ہے- کچھ ادراک نہیں کرتی لیکن جو امر محسوسات کے ساتھ مناسبت ہی نہیں رکھتا اور مشاہدات میں اس کی شبہ ومثال پیدا نہیں ہے- وہ عقل کے ادراک میں بھی نہیں آتا اور اس کا بند عقل کی کنجی سے نہیں کھلتا- پس عقل کی نظر احکام بیچونی سے کوتاہ ہے اور محض غیب میں گمراہ اور یہ عالم خالق کی علامت ہے- عالم امراء کی ابتدا مرتبہ قلب سے ہے اور قلب کے اوپر روح اور روح کے اوپر سرّ اور سرّ کے اوپر خفی اور خفی کے اوپر اخفی ہے- ان پنجگانہ عالم امر کو جواہر خمسہ کہیں تو مناسب ہے- کوتاہ نظری سے چند ٹھیکریوں کو جمع کر کے فلسفیوں نے ان کا نام جواہر رکھا ہے-

عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک کرنا اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کامل تابعداروں کا نصیب ہے جب عالم صغیر یعنی انسان میں عالم کبیر کے ان جواہر مبداء ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے قلب کو بھی عرش اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اور جواہر پنجگانہ کے باقی مراتب عرش کے اوپر ہیں-[17]

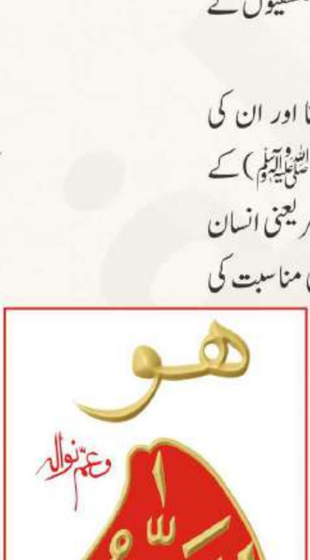

جیسا کہ قبل بھی بیان کیا گیا ہے کہ بندہ مومن کا دل اللہ عزوجل کا عرش ہے اور وہاں مالک کریم کے انوار و تجلیات وارد ہوتے ہیں- شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی متعلق اپنے مکتوب میں بیان فرمایا ہے- قلب کی اہمیت کو آپؒ یوں بیان فرماتے ہیں:

”جاننا چاہئے کہ عالم کبیر کے اجزاء میں سے زیادہ اشرف جزو عرش مجید ہے اور بھی جو اس کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے تمام اجزا کی تجلیات سے برتر ہے- کیونکہ وہ جامع تجلی ہے اور وہ ظہور وجوبی اسماء وصفات کا جمع کرنے والا ہے- نیز وہ تجلی دائمی ہے“- پوشیدگی کی گنجائش نہیں رکھتی اور انسان کامل کا قلب جو عرش کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور اس کو عرش اللہ بھی کہتے ہیں- اس تجلی عرشی سے نصیب وافر اور حظ کامل رکھتا ہے- حاصل کلام یہ ہے کہ تجلی عرشی کلی ہے اور تجلی قلبی جزئی لیکن قلب میں ایک اور زیادتی ہے جو عرش میں نہیں اور وہ متجلی یعنی جلوہ گر ہونے والے کا شعور ہے اور نیز قلب ایک ایسا مظہر ہے جو اپنے ظاہر کے ساتھ گرفتاری رکھتا ہے- برخلاف عرش کے جو اس گرفتاری سے خالی ہے- اسی شعور اور گرفتاری کے باعث قلب کی ترقی ممکن بلکہ واقع ہے- ”المرء مع من أحب“ (آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہے) کے موافق قلب اسی کے ساتھ ہے جس کے ساتھ وہ گرفتاری رکھتا ہے اور جس کی محبت پر فریفتہ ہے- اگر اسماء وصفات کا محب ہے تو اسماء وصفات کے ساتھ ہے اور اگر ذات تعالیٰ و تقدس کا محب ہے تو وہاں کی معیت اس کو حاصل ہے اور اسماء و صفات کی گرفتاری سے آزاد ہے- برخلاف عرش مجید کے کہ اسماء ذات وصفات سے خالی تجلی اس کے حق میں غیر واقع ہے- والسلام“-[18]

شیخ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے انسان کے وجود کو دس اجزاء کا مرکب فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لطائف بتدریج یکے بعد دیگرے ترقی حاصل کرتے ہیں- آپ نے عرش مجید پر قلبِ انسان کی ترجیح کے بیان میں سیادت پناہ میر شمس الدین خلخالی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف یہ صادر فرمایا ہے:

”الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) آدمی ایک ایسا نسخہ جامع ہے جو اجزاء عشرہ یعنی اربعہ عناصر اور نفس ناطقہ و قلب و روح و سر و خفی و اخفی سے مرکب ہے اور دوسرے قوی و جوارح و اعضاء جو انسان میں ہیں انہی اجزاء میں شامل ہیں- یہ اجزاء ایک دوسرے کے متضاد اور مخالف ہیں اربعہ عناصر کا ایک دوسرے کی ضد ہونا تو ظاہر ہے“-[19]

[17](مکتوبات امام ربانی، حصہ اول، دفتر اول، ص:162)
[18](مکتوبِ امام ربانی، جلد دوم، ص:842)
[19](مکتوبِ امام ربانی(جلد دوم)11، ص:841)

اسم اعظم سے ہی یہ تمام مقامات حاصل ہوتے ہیں- حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اسم قیوم کی برکات کا ذکر فرمایا ہے- نیز آپؒ نے وضاحت سے اس وہم کی بھی تردید فرمائی ہے کہ ان مقامات کے حصول سے بندہ العیاذ باللہ مخلوق کے حصار سے نہیں نکلتا بلکہ یہ سب شریعت میں رہتے ہوئے ہی حاصل ہوتے ہیں- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"عالم خالق اور عالم امر کے لطائف میں ہر ایک لطیفہ کی صورت بھی ہے اور حقیقت بھی یعنی جس طرح عنصر خاک ظاہر رکھتا ہے اور باطن بھی- اس طرح اخفی صورت بھی رکھتا ہے اور حقیقت بھی اور یہ باطن جو عالم خلق اور عالم امر سے تعلق رکھتا ہے- دن بدن اعمال صالحہ کے ذریعے بلکہ محض حق تعالیٰ کی بخشش سے تھوڑا تھوڑا اس باطن سے جو اسم قیوم پر وابستہ ہے ملتا جاتا ہے- یہاں تک کہ اس باطن کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا اور سوائے ظاہر صرف کے سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے- اس اسم قیوم کے ساتھ اس باطن کے ملنے سے یہ مراد نہیں کہ یہ باطن اس اسم میں حلول کر جاتا ہے- اس اسم قیوم کے ساتھ اس باطن کے ملنے سے یہ مراد نہیں کہ یہ باطن اس اسم میں حلول کر جاتا ہے- یا اس اسم کے ساتھ اتحاد پیدا کر لیتا ہے- کیونکہ یہ الحاد ہے:

"سبحان الذی لا یتغیر بذاتہ ولا فی أسمائہ بحدوث الاکوان"

"پاک ہے وہ ذات پاک جو موجودات کی حدوث سے اس کی ذات واسماء وصفات میں تغیر نہیں آتا"- بلکہ اس باطن کو اس اسم کے ساتھ ایک مجہول الکیفیت نسبت پیدا ہو جاتی ہے- جس سے حلول و اتحاد کا وہم گزرتا ہے- در حقیقت وہاں نہ اتحاد ہے نہ حلول کیونکہ اس سے حقیقت امکان کا حقیقت وجوب کے ساتھ بدلنا لازم آتا ہے- جو محال عقلی ہے اور شریعت میں زندقہ ہے اور وہ ظاہر محض جو باقی رہ جاتا ہے"-[20]

تعلیماتِ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں لطائفِ ستہ کا بیان:

سلطان العارفین برھان الواصلین حضرت سخی سلطان باھُو قدس سرہ العزیز کے منہجِ تصوف میں ان لطائفِ ستہ کے بارے میں جابجا تذکرہ ملتا ہے- آپ قدس اللہ سرّہٗ نے اپنی تصنیفات میں انسان کے باطن پر اِن لطائف ستہ کے اوراد و اذکار کے ذریعے وارد ہونے والے معاملات کو جامع انداز میں بیان فرمایا ہے- ان مقامات کا انسان کے وجود میں جس انداز سے موجود ہونا واقع ہے اسے حضور سلطان باھُو قدس سرہ العزیز نے ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اولا دآدم کے جسم میں ایک مضغہ ہے جس میں قلب ہے، قلب میں روح ہے، روح میں سر ہے، سر میں خفی ہے، خفی میں یخفی ہے، یخفی میں اخفی ہے اور اخفی میں آنا ہے"-[21]

ان لطائف کی ترقی کا حصول محض ایک مقصود کیلئے ہے اور وہ ذات الٰہ ہے- خالق سے بندے کی محبت اسے ان مقامات کو طے کرنے پر مجبور کرتی ہے- حضرت سلطان صاحب نے اس فلسفہ کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے:

"فقیر کا وجود ایک لطیفہ ہے جو خاکِ عشق سے پیدا ہوتا ہے، اسے معشوق کی ذات کے بغیر قرار نہیں آتا، جب تک اُسے معشوق نظر نہ آجائے وہ ازل سے ابد تک اس کے عشق میں سرگرداں رہتا ہے- اشتیاق کے مارے چار چیزوں کو قرار نہیں، (1) ہوا کو، (2) سورج کو، (3) چاند کو اور (4) عاشق کو"-[22]

ان لطائفِ ستہ کو ذکر و اذکار کے ذریعے بیدار کیا جاتا ہے اور حاصل لطائف معیتِ خداوندی ہے جہاں سالک پہنچتا ہے- اس فلسفہ کی اکملیت اور نتیجہ معرفت ووصالِ الٰہی ہے- جب کسی انسان کے وجود میں یہ لطائف اجاگر ہو جاتے ہیں اور ذکر فکر کی مدد سے عبد معبود سے جا ملتا ہے تو وہ بظاہر جہاں بھی ہو بباطن وہ حضورِ حق میں رہتا ہے- وہ ظاہر میں باہوشیار اور شریعت پر مکمل پابند ہوتا ہے- جیسا کہ حضور سلطان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

[20](مکتوبِ امام ربانی: 93، ص: 799)

[21](نور الھدیٰ، ص: 329)

[22](عین الفقر، باب دوم، ص: 41)

"بروزِ قیامت عاشقوں کو مقامِ تجلی پر لا کر کھڑا کیا جائے گا اور فرمانِ حق تعالیٰ ہو گا: "آنکھیں کھولو اور میرا دیدار کرو"- ہر عاشق کو ہزار بار حضورِ حق میں پیش کیا جائے گا اور ہر بار اُس پر تجلی کی جائے گی- جب بھی تجلی ہو گی وہ بے ہوش ہو جائے گا اور ستّر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا، جب ہوش میں آئے گا تو عرض کرے گا: "کیا یہ لطف دوبارہ نہیں ہو گا؟"- پھر تجلی ہو گی اور پھر بے ہوش ہو جائے گا- اِس طرح ہر بار وہ ستّر ہزار سال تک بے ہوش رہے گا اور پھر ہوش میں آئے گا لیکن فقرائے فنا فی اللہ عاشقوں پر بارگاہِ حق سے تجلی اس انداز سے ہوتی ہے کہ اُن کا تمام وجود سر سے قدم تک انوارِ تجلی سے بھر جاتا ہے"-[23]

واضح رہے کہ حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی کل تعلیمات کا جائزہ لینے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) سالک و طالب کو مقامات و کرامات سے باز رہنے کا حکم فرماتے ہیں اور استقامت کا ارشاد فرماتے ہیں- آپؒ کی تعلیمات کا نچوڑ آپؒ کے ایک فرمان میں موجود ہے جو یہ ہے: "اللّٰہُ بس ماسویٰ اللہ ہوس"- جن لطائفِ ستہ کی ہم یہاں بات کر رہے ہیں ان کا مقصود بھی محض مالکِ حقیقی کی ذات ہونی چاہیے نہ کہ مقامات و مراتب کی شعبدہ بازیاں- ستہ لطائف کے علاوہ بھی چند مزید کا بیان ملتا ہے جب کہ ان مقامات کے اندر بھی ہزارہا مزید مقامات پنہاں ہیں- آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"پس جان لے کہ وہ سلک سلوک کہ جس سے وجود میں مشاہدہ حضوری کھلتا ہے -اور ابتداء و انتہا کا ہر مقام اور ظاہر و مخفی تمام خلق خدا کا عین بعین مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اسم اللہ ذات کی طے میں ہے، اسم اللہ ذات قلب کی طے میں ہے، قلب روح کی طے میں ہے، روح سر کی طے میں ہے، سر اسرار کی طے میں ہے، اسرار خفی کی طے میں ہے، خفی یخفی کی طے میں ہے، یخفی ہویدا کی طے میں ہے اور ہویدا سویدا کی طے میں ہے"-[24]

سالک کے لئے مرشد کامل کی رہنمائی بے حد ضروری ہے- صوفیائے کرام مرشد پکڑنے پر زور دیتے ہیں- مرشد سالک کو نفسی سے اخفیٰ کا سفر طے کرواتا ہے- مرشد کو کیسا ہونا چاہئے اس حوالے سے حضور سلطان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"سن! آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے، دودھ میں لسی بھی ہوتی ہے، دہی اور مکھن بھی ہوتا ہے اور گھی بھی ہوتا ہے، اِسی طرح آدمی کے وجود میں نفس بھی ہوتا ہے، قلب بھی ہوتا ہے، روح بھی ہوتی ہے- اور سّر بھی ہوتا ہے اور یہ چاروں ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں- مرشد کو اُس عورت کی طرح ہونا چاہیے جو دودھ میں- مناسب مقدار میں لسی ڈال کر رکھ دیتی ہے، ساری رات دہی جمتا رہتا ہے، صبح کو دہی بلوتی ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور لسّی الگ ہو جاتی ہے، پھر مکھن کو آگ پر چڑھاتی ہے تو مکھن سے کثافت دور ہو جاتی ہے اور گھی نکل آتا ہے- مرشد کو عورت سے کم تر نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے عورت دودھ کے کام کو انتہا تک پہنچاتی ہے اُسی طرح مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اُس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ قلب، مقامِ روحِ مقامِ سّر، مقامِ توفیقِ الٰہی، مقامِ علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور مقامِ خناس و خرطوم و شیطان و حرص و حسد و کبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے"-[25]

ایک اور مقام پر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"مرشد کامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ تصور اسم اللہ ذات اور غلبات ذکر اللہ سے طالب اللہ کو اس کے وجود میں صورت نفس، صورت قلب، صورت روح اور صورت سر جدا جدا کر کے دکھادے"-[26]

---

[23](عین الفقر، باب دوم، ص:40)

[24](اسرار القادری، ص:57-59)

[25](عین الفقر باب سوم، ص:109)

[26](نور الہدیٰ، ص:511)

حضور سلطان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاں یہ مقامات مانندِ قفل ہیں جن کی کلید اسم اللہ ذات ہے-ان قفل کے بارے میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"آدمی کے وجود میں سات قسم کے قفل ہوتے ہیں چنانچہ قفل زبان، قفل قلب، قفل روح، قفل سر، قفل خفی، قفل یخفی اور قفل توفیق الٰہی -انہیں اسرارالانوار ہدایت کہتے ہیں"-[27]

حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے لطائفِ ستہ کو بعض مقامات پر ایک ساتھ بیان فرمایا ہے، بعض دفعہ انہیں تفصیل سے علیحدہ علیحدہ بھی بیان فرمایا ہے اور بعض جگہ کسی دوسری اصطلاح کی شرح میں ان سب کو یکبار بیان بھی فرمایا ہے-نفس و قلب و روح و سرّ کو کئی مقامات پر ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے-جیسے:

"تزکیہ نفس سے نفس زیر ہوتا ہے، تصفیہ قلب سے دل روشن ہوتا ہے، تجلیۂ روح سے معرفت توحید حاصل ہوتی ہے اور تجلیہ سر سے استغراق فنافی اللہ نصیب ہوتا ہے"-[28]

اسی طرح ایک مقام پر آپ قدس سرہ العزیز دعوتِ قبور کی بابت بیان فرماتے ہیں:

"دعوت میں مؤکل فرشتوں اور جنّات و روحانیت کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے قلبی و روحی و سرّی وحی کا سلسلہ ہے اور دعوت خوان پر ایک دم میں ہزار بار بلکہ بے شمار بار وارد ہوتا رہتا ہے"-[29]

حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) نے قادری فقیر کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "پس دوڑو اللہ کی طرف"-یہ کشف الارواحِ القبور کے مراتب ہیں جن کے لئے نفسانی طالب نفس سے ذکر فکر کرتا ہے، قلبی طالب دائمی ذکر فکر سے نور حضور اخذ کرتا ہے، روحانی طالب غرق فنافی اللہ ہو کر احوالِ قبور پر نظر رکھتا ہے اور سرّی طالب عین بعین نور بنور مشاہدہ کرتا ہے-یہ ہیں مراتب ایک باطن آباد قادری عارف کے-اِن مراتب پر پہنچ کر بعض عارفوں کو مقامِ قُمْ بِإِذْنِ اللهِ کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے جس سے روحانی قبر سے نکل کر دست مصافحہ کرتا ہے اور ماضی و مستقبل کے احوال بتلاتا ہے"-[30]

نفسی:

پہلا مقام نفسی ہے-صوفیائے کرام کے مطابق اس کا مقام زیرِ ناف ہے-حضرت سلطان صاحب کی تصانیفِ لطیفہ میں نفس پر طویل بحث ملتی ہے-نفس چار قسم کے ہیں:

"آدمی کے وجود میں جو نفسانیت ہے، اس کی تین قسمیں ہیں-چنانچہ جس کسی کا نفس کافر ہے، اس کی خصلت کافروں اور اہلِ زنار کی سی ہے، وہ دنیا اور کافروں ہی سے اخلاص رکھتا ہے-یہ نفسِ امارہ راہزن ہے-اور جس کے نفس میں منافقت کی خو ہے، اسکا اخلاص منافقوں سے ہے-اس کا نفس لوامہ ہے اور جس کے نفس میں اہلِ دنیا جیسی خو ہو، وہ بہت بڑا ظالم ہے-اسے نفسِ ملہمہ کہتے ہیں-اور جس کے نفس کی دوستی علمِ شریعت، عالم، عامل، فقرائے کامل، اہلِ ترس اور خداپرست کے ساتھ ہو اور ذکرِ الٰہی میں غرق واستغراق کے ساتھ مست رہتا ہو-ادائے حقِ عبودیت اور ربوبیت میں کامل ہو، اس نفس کو نفسِ مطمئنہ کہتے ہیں"-[31]

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات میں نفس کثیفہ میں امارہ، لوامہ اور ملہمہ جبکہ نفسِ لطیفہ میں مطمئنہ، راضیہ اور مرضیہ کا ذکر ملتا ہے-ابتداء ہی میں آپ نے سالک کو افضل الذکر، ذکرِ اکبر، ذکرِ اعظم تصور اسم اللہ ذات کے ذکر اور ذکرِ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) سے فنائے نفس کا ارشاد فرمایا ہے-نفس کے فنا ہونے سے مراد اہلِ تصوف یہ لیتے ہیں کہ وہ تابع آجائے اور جب نفس ذکر کی تلوار کے وار سے قابو آتا ہے تو قلب بیدار ہوتا ہے-آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

[27](اسرار القادری، ص:53)
[28](نور الہدیٰ، ص:313)
[29](عقل بیدار، ص:169)
[30](عقل بیدار، ص:263)
[31](محبت الاسرار، ص:77-79)

"نفس کی شناخت تصورِ اسم اللہ ذات میں غرق ہو کر فنا کے گھاٹ اُترنے سے ہوتی ہے اور ربّ کی شناخت مقامِ بقا میں بقائے روح سے حاصل ہوتی ہے- یہ ہے ابتدائے عارفان اے مردہ دل بے حیا"-[32]

ان مقامات کو آپؒ نے ذکر و تصور کے ساتھ مشقِ وجودیہ سے بھی لازم فرمایا ہے- آپؒ فرماتے ہیں:

"یہ تمام مخالفِ نفس وروح پرور مراتب ومقامات سر سے ناف تک مشقِ وجودیہ مرقوم کرنے سے حاصل ہوتے ہیں- جو کوئی اِن مراتب تک نہ پہنچے اُس کی ہر بات لافزنی ہے- مراتبِ مشق وجودیہ کے یہ احوال اِس نظم میں درج ہیں: مشقِ وجودیہ (تصور میں سر سے پاؤں تک تمام وجود پر اسمِ اَللّٰہُ لکھنے کی مشق) صاحبِ تصور کو سر بسر انوارِ ذات حق کا دلربا مشاہدۂ بخشتی ہے جو اسرارِ وحدت کا یقینی انکشاف ہے- یہ تصور میں وجود پر اسمِ ھُو کا نقش جمانے اور زبان کو تصورِ اسمِ ھُو سے تر کرنے کی مشق ہے- یہ تصور تجھے ذاتِ کبریا سے واصل کرے گا کہ یہی عارفانِ واصل باللہ کا مرتبہ ہے- اِس مشق سے سینہ اسرارِ الٰہی سے بھر جاتا ہے اور دل صاحبِ نظر و نگاہ ہو جاتا ہے- اگر یہ تصور ناف پر مرکوز کیا جائے تو یہ نفس کی بیخ کنی کرتا ہے- جو کوئی تصور کی یہ راہ نہیں جانتا وہ محض لافزن ہے- اگر سر سے ناف تک تصور کی پچپن مشقیں کرلی جائیں تو صاحبِ تصور اہلِ نظر بن جاتا ہے"-[33]

نفسی مقام پر سالک کے وجود میں عاجزی اور انکساری پیدا ہوتی ہے- تزکیہ نفس کرنے سے وجود سے نفسانی خواہشات رفع ہوتی ہیں اور ذکر فکر کا جذبہ بڑھ جاتا ہے-

قلبی:

دوسرا مقام لطیفہ قلب ہے- قلب کے بارے میں حضرت سلطان صاحب فرماتے ہیں:

"دل یہ نہیں کہ جس کی جنبش تجھے وجود میں شکم کے بائیں جانب معلوم ہوتی ہے- خدانخواستہ یہ تو راہِ قلب کا کتا ہے- یہ حیوانی دل تو کفار و منافق و فاسق و مومن مسلمان سب کے پاس ہے"-[34]

مقامِ قلب ظاہری دل کے مقام پر ہے- لطیفہ قلبی کے حصول کو حضور سلطان صاحب نے قلبی ذکر اللہ سے بیان فرمایا ہے- اسم اعظم اسم اللہُ ذات کا سانسوں سے ذکر اور قلب پر نقشِ وجودیہ سے یہ لطیف مقام حاصل ہوتا ہے- قلبی ذکر کرنے والے کے بارے میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"ذاکر قلبی کا دل ذکر قلب سے غنی رہتا ہے- اللہ بس ماسوی اللہ ہوس"-[35]

بندہ مومن کے قلب کی وسعت کو حدیث پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر فرمایا گیا ہے جہاں اللہ پاک کی سمائی ہوتی ہے- صوفیائے کرام نے دل شکنی کو سب سے بُرا فعل قرار دیا ہے- جب ذاکر اسم اللہ ذات کا ذکر و تصور کرتا ہے تو اس کے نفس کو فنا اور قلب کو بقا حاصل ہو جاتی ہے - بیدار قلب بندہ مومن کا ہوتا ہے جس پر التفاتِ نظر ہوتی ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"مقامِ علم، مقامِ بخشش، مقامِ عطا، مقامِ معرفت، مقامِ فضل، مقامِ قرب، مقامِ ذکر، مقامِ فکر، مقامِ فیض، مقامِ قبض، مقامِ بسط، مقامِ قوت، مقامِ توفیق، مقامِ شوق، مقامِ ذوق، مقامِ ترک، مقامِ توکل، مقامِ مجاہدہ، مقامِ مشاہدہ، مقامِ غرق، مقامِ حضور، مقامِ توحید، مقامِ الہام، مقامِ دلیل، مقامِ وہم، مقامِ اوہام، مقامِ خیال، مقامِ وصال، مقامِ محمود، مقامِ حال، مقامِ ماضی، مقامِ مستقبل، مقامِ خلق، مقامِ سکوت، مقامِ ناسوت، مقامِ ملکوت، مقامِ جبروت، مقامِ لاھُوت، مقامِ حیرت، مقامِ عبرت، مقامِ سودا، مقامِ سویدا، مقامِ ہویدا، مقامِ قلب، مقامِ وجد، مقامِ نور، مقامِ صدق، مقامِ جوہر الانفاس، مقامِ کنزرہ بنائے اسلام، مقامِ طاعت، مقامِ ولایت، مقامِ عنایت، مقامِ غنایت، مقامِ مراقبہ، مقامِ محاسبہ، مقامِ مکاشفہ، مقامِ کرامت، مقامِ باللہ، مقامِ بقاباللہ، مقامِ فنا

[32] (امیر الکونین، ص:65-67، ایڈیشن: اول)
[33] (امیر الکونین، ص:129)
[34] (عین الفقر باب ہفتم، ص:261)
[35] (اسرار القادری، ص:175)

فی محمد رسول اللہ (ﷺ)، مقامِ تجلی، مقامِ روح، مقامِ سرّ، مقامِ تمثل، مقامِ خفی، مقامِ طلب، مقامِ محبت، مقامِ مدّ ِنظر اللہ منظور کہ اللہ کی نظر قلب پر رہتی ہے"۔[36]

خزانہ فقر سب سے بڑی دولت ہے اور اس مرتبہ کا حصول اسم اللہ ذات کے ذکر اور مرشد کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ فقر کے بارے میں سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"الفقرُ فخری والفقرُ مِنّی"

"مجھے فقر پہ فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

حضور نبی کریم (ﷺ) نے فقر پر فخر فرمایا ہے۔ مزید ارشاد ہوا ہے کہ "اِذا تم الفقرُ فھُو اللہ"۔ جب فقر تمام ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ جب بندہ اسم اللہ ذات کی مشق کرتا ہے تو اس کا دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ ان لطائفِ ستّہ کا حصول بھی "فقر" ہی ہے۔ آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مرتبہ فقر کی ابتدا شرفِ لقا ہے اور شرفِ لقا کا حصول فنائے نفس سے ہے اور فنائے نفس کا حصول زندگیٔ قلب وبقائے روح ہے"۔[37]

روحی:

انسان کا سینہ مقامِ روح ہے۔ لطیفہ روح پر آکر انسان میں سے تمام کدورتیں فنا ہوجاتی ہیں اور وہ معراجِ ربانی میں مستغرق رہتا ہے۔ حضرت سلطان باھو فرماتے ہیں:

دل بازار تے منہ دروازہ سینہ شہر ڈسیندا ھو
روح سوداگر نفس ہے راہزن جھیڑا حق دا راہ مریندا ھو

آپ (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ انسان کا سینہ شہر کی مانند ہے جہاں دل، روح اور سرّ ہیں۔ یہ نفس انسان کا ایسا دشمن ہے جو روح کو زندہ ہونے سے روکتا ہے تاکہ انسان کی حقیقی و پوشیدہ شخصیت عیاں نہ ہوسکے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

سینے وچ مقام ہے کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ھو
ایہو ساہ جو آوے جاوے ہور نہیں شے کائی ھو
اس نوں اسم الاعظم آکھن ایہو سرِّ الٰہی ھو
ایہو موت حیاتی باھو ایہو بھید الٰہی ھو

روح دراصل وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِىْ ہے جو امر ربی ہے اور انسان کے وجود میں سانسوں کے ذریعے جاری ہے۔ جب نفس مر جائے اور قلب سانسوں سے اسم اعظم کا ذکر کرے تو روح بیدار ہوجاتی ہے۔ روح اللہ تبارک و تعالیٰ کی عاشق ہے۔ اس مقام پر سالک کو عشقِ حقیقی نصیب ہوتا ہے۔ روح لاہوت لامکاں سے آئی ہے، جب یہ بیدار ہوجائے تو ایک پل کے لئے بھی اپنے مالک سے غافل نہیں رہتی۔ آپ قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا ہے:

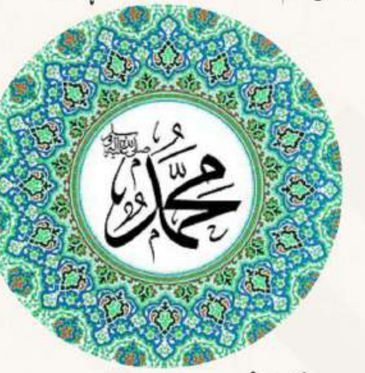

"کامل عارف صاحب نفس فنا و روح بقاء یہ لوگ دیدار ولقائے الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں، یہ ایک دم کیلئے بھی قربِ خدا کی حضوری سے جدا نہیں ہوتے، یہ نہ خدا ہوتے ہیں اور نہ خدا سے جدا یہ ہمیشہ حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) کے ہم مجلس ہوتے ہیں"۔[38]

جب سالک اسم اللہ ذات کے ذکر میں محو ہوجاتا ہے اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے آگے بڑھ کر تجلیہ روح حاصل کرتا ہے تو اس مقام پر اسے معرفت و دیدار کا فیض نصیب ہوجاتا ہے۔ آپ (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں:

"یاد رکھیے کہ غلباتِ تصور تجلیاتِ نور وشوقِ تصرف حضور و تعطشِ اشتیاق فراقِ ازلی فیض فضلی کے حرفِ توفیق توکل وصدقِ توحید و تصدیقِ تحقیق کنہ سے آوازِ کن کے ساتھ جب قلب نامِ اَللّٰہُ کو عزت سے پڑھتا ہے تو نفس اُسے سن کر اسمِ اَللّٰہُ کی عظمت وہیبت سے مطلق مرجاتا ہے اور سر سے قدم تک اُس کے ساتوں اندامِ وجود اسمِ اَللّٰہُ کے نور سے جگمگا اُٹھتے ہیں اور اُس کے وجود سے جملہ کدورت وزنگار کے ظلمانی حجابات کی تمام تاریکی

[36] (اسرار القادری، ص:73)
[37] (امیر الکونین، ص:303)
[38] (نور الہدیٰ، ص:307)

ختم ہو جاتی ہے۔ اِس کے بعد قلب وروح سے متفق ہو جاتا ہے اور روح اسم اَللّٰہُ کو ذوق شوق سے پڑھنے لگتی ہے جسے سن کر نفس اسم اَللّٰہُ کے قہر و قدرت سے زندہ نہیں رہتا اور دائمی طور پر معرفتِ عیانی و دیدارِ ربانی کے فقرِ تمام سے مشرف رہتا ہے‘‘۔[39]

سرّی:

مقامِ سرّ انسان کے سر میں پنہاں ہے۔ چند اصفیاء نے سینہ کے دائیں جانب بھی سرّ کا مقام بیان کیا ہے۔ سرّ راز کو کہتے ہیں۔ سرِّ الٰہی سے یہ لطیفہ مشتق ہے۔ جب روح محمود اپنی آنکھیں کھول لے تو اُسے حق کے سوا اور کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے۔ آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’سر میں ایک ایسا سرّ پایا جاتا ہے جس سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے اور فقیر پر اسرارِ الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔ (6) ’’سر فروش طالب ہی دیدار خداوندی سے مشرف ہوتے ہیں کہ سر وحدت ان کا پیشوا ہوتا ہے۔ (7) ’’سر بریدہ و بے سر طالب ہی سر پر تاج سجاتا ہے اور اسے دائمی معراج حاصل رہتا ہے‘‘۔ (8) ’’جس سر میں سرّ سما جائے اس پر اسرارِ الٰہی تمام ہو جاتے ہیں اور ہر مقام اس کی پہنچ میں آجاتا ہے‘‘۔[40]

ایک اور مقام پہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرمایا:

’’بے سر کا سر سرِّ خدا ہوتا ہے اور سرِّ خدا بہتر ہے سر سے کہ اس میں لقائے الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ سرّ کی صورت ہو بہو انسان کے سر جیسی ہے جب سر اور سرّ یک وجود ہو جائیں تو انسان صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ بے حکمت آدمی انسان نہیں ہوتا اور جسے سرِّ حکمت حاصل ہو جائے وہ اہلِ راز ہو جاتا ہے۔ باھو سرّ بین و اسرار بین و صاحب رازِ کن ہے کہ اسے آوازِ کن سے رازِ کن حاصل ہوا ہے‘‘۔[41]

جب سالک مقامِ سرّ پالیتا ہے تو اس کا نفس مکمل طور پر فنا ہو جاتا ہے اور اس کی روح کو بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’جان لے کہ تصورِ اسم اللہ ذات سے نفس تزکیہ حاصل کر کے صفاتِ مطمئنہ سے متصف ہو جاتا ہے اور دل صفائی پکڑتا ہے۔ دل صفائی پا کر تجلیۂ روح حاصل کرتا ہے اور تجلیۂ روح تجلیۂ سرّ حاصل کرتی ہے۔ جب یہ چاروں (نفس، قلب، روح، سرّ) باہم متفق ہو کر ایک ہو جاتے ہیں تو صاحبِ نفس اپنے نفس پر غالب و حاکم ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اور وہ داخل ہوا اپنی جنت میں اپنے نفس کو مغلوب کر کے‘‘۔[42]

جب روح پر تجلی حق وارد ہو جائے تو بندہ اگر نماز ادا کرتا ہے اور تکبیرِ اولیٰ کے لئے کانوں پہ ہاتھ لے کر جاتا ہے تو وہ مالکِ حقیقی کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور اپنے سجود میں لبیک یا عبدی کی صدا سنتا ہے۔ نمازی بننے کیلئے بے سر ہونا پڑتا ہے۔ تصوف میں اس سے مراد یہی ہے کہ انسان مکمل طور پر اپنے نفس کو تابع کر لے اور دل اور روح کو زندہ کرے تاکہ وہ راز پا سکے جس کے بارے میں آیا ہے کہ الانسانُ سرّی وَانا سرّہٗ۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

ابیات: (1) مجھے تمام مراتب کی انتہائی تحقیق حاصل ہے اور کل و جز ہر طریقہ کی انتہا میری نظر میں ہے۔ (2) مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تلقین فرما کر اِس قابل بنا دیا ہے کہ مَیں طالبانِ حق کو بارگاہِ حضور میں پہنچا سکتا ہوں‘‘۔

دیدار کے یہ مراتب نمازِ شریعت یعنی نمازِ زبان، نمازِ طریقت یعنی نمازِ قلب، نمازِ حقیقت یعنی نمازِ روح اور نمازِ سرّ یعنی باعیان نماز سے حاصل ہوتے ہیں کہ جب

[39] (امیر الکونین، ص:435)

[40] (نور الہدیٰ، ص:209)

[41] (اسرار القادری، ص:181)

[42] (مجالسۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خورد، ص:15)

چشمِ راز کھل جاتی ہے اور بندہ بے سر ہو کر سجدہ کرتا ہے تو قربِ اللہ دیدار کی حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔
بیت: نماز وہ ہے کہ سر سجدہ میں جائے تو خدا نظر آئے۔
جس سجدہ میں خدا نظر نہ آئے وہ سجدہ کہاں روا ہے؟‘‘[43]

ایک اور مقام پر فرمایا:

(5) ’’جب تو اس مرتبے پر پہنچ جائے کہ نفس و قلب و روح تجھ سے متفق ہو جائیں تو تُو اولیا اللہ کا خطاب پائے گا‘‘۔(6) ’’جب ہر دم کے ساتھ نفس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو ایسی نماز سے وحدت خدا تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے‘‘۔(7) ’’اور نفس و قلب و روح پکارنے لگتے ہیں کہ لائق حضوری یہی نماز ہے‘‘۔[44]

لطائفِ نفسی، قلبی، روحی حاصل کرنے کے بعد سالک کو چاہئے کہ لطیفہ سرّ کی جانب توجہ کرے۔ سرّ کے بارے میں جامع انداز میں حضور سلطان صاحب نے ارشاد فرمایا ہے:

’’اگر تو فقر کا طالب ہے تو نفس و قلب و روح کو چھوڑ دے کہ فقر سراسر توحیدِ سرّ کا نام ہے‘‘۔[45]

تصورِ اسم اللہ ذات اور مشقِ وجودیہ سے جب بندہ مومن کی روح کو بقا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ تخلیہ سر حاصل کرلیتا ہے۔ اس مقام پر وہ عارف سے معارف بن جاتا ہے۔ اور علمِ لدنی کی برکت سے مخلوقِ خدا کو حق کی پہچان کرواتا ہے۔ وہ خود صاحبِ راز ہو جاتا ہے اور ہمہ وقت ذاتِ الٰہ کے جلوؤں میں مستغرق رہتا ہے۔ اس متعلق حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’تزکیہ نفس سے نفس زیر ہوتا ہے، تصفیہ قلب سے دل روشن ہوتا ہے، تجلیۂ روح سے معرفت توحید حاصل ہوتی ہے اور تخلیہ سر سے استغراق فنا فی اللہ نصیب ہوتا ہے‘‘۔[46]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

بیت: ’’وہاں نفس و قلب و روح کا نام و نشان نہیں ہوتا کہ وہ فنا فی الذات وحدتِ لامکانی کا مقام ہے‘‘۔ علمِ دیدار کا مطالعہ افسانہ طرازی و قصہ خوانی سے ہاتھ نہیں آتا کہ یہ یگانگت عین بعین عین عیانی کا مرتبہ ہے، مراتبِ علمِ فی اللہ غیب دانی عین العیانی کا مرتبہ ہے‘‘۔[47]

حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ نے نفسی، قلبی، روحی اور سری لطائف کے حاملین کی پہچان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

’’جان لے کہ آدمی کے وجود میں چار چیزیں ہیں: نفس، قلب، روح اور سرِّ باری تعالیٰ۔ نفس اور اہلِ نفس کو ذکرِ دنیا اور خواہشاتِ نفسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ قلب اور صاحبِ قلب کو استغراقِ باطنی کی حالت میں ذکرِ باطن صفا سے پہچانا جاسکتا ہے۔ روح اور صاحبِ روح کو تلاوتِ قرآن واحادیث اور مسائل فقہ سے پہچانا جاسکتا ہے۔ سرّ اور صاحب سرّ باری تعالیٰ کو مشاہدۂ معرفتِ الٰہی سے پہچانا جاسکتا ہے‘‘۔[48]

قرآن مجید فرقان حمید تمام علوم کو اپنے اندر سموئے ہوا ہے۔ بے شک طریقِ تصوف میں جن لطائفِ ستہ کا ذکر وارد ہے وہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ خواہ وہ خفیہ انداز میں ذکر کرنا ہو، سانسوں سے ذکر کرنا ہو، خاموش ذکر کرنا ہو، قلب کی بیداری ہو، نفس سے بیزاری ہو یا روح کی حقیقت ہو۔ آپ قدس اللہ سرّہٗ قرآن شریف کے اس اعزاز کو بیان فرماتے ہیں:

’’تُو اپنی ہر طلب قرآن سے حاصل کر کہ ہر حقیقت قرآن میں موجود ہے چنانچہ معرفتِ الٰہی اور حقیقتِ نفس و قلب و روح و سرّ سب قرآن میں ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اور اللہ ہی کہ پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ اُنہیں وہی جانتا ہے اور وہ اُسے بھی جانتا ہے جو خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ بھی گرتا ہے وہ اُسے جانتا ہے اور زمین

[43](امیر الکونین، ص:365)
[44](نور الہدیٰ، ص:241)
[45](نور الہدیٰ، ص:269)
[46](نور الہدیٰ، ص:313)
[47](امیر الکونین، ص:487)
[48](مجالسۃ النبی خورد، ص:25)

کی اندھیری تہوں میں کوئی دانہ نہیں اور کوئی تر اور خشک نہیں جو ایک روشن کتاب میں درج نہ ہو"۔[49]

خفی:

لطیفہ خفی پر تعلیماتِ حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز میں کافی وسعت کلامی ملتی ہے۔ آپؒ نے سالک کے اس مقام کی اہمیت کثرت سے بیان فرمائی ہے۔ اسکا مقام بھی سینہ ہے۔ جب ذکر واذکار، مراقبہ ومشاہدہ اور توجہ مرشد کامل سالک کو نصیب ہوتی ہے تو وہ مرتبہ فنا فی اللہ پر فائز ہو جاتا ہے، حق تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے، مجلسِ محمدی (ﷺ) میں حاضر رہتا ہے اوراس کے لطائف نور بن جاتے ہیں۔ ذکرِ خفیہ اسم اللہ ذات اور اسمائے ذات اللّٰہُ، لِلّٰہِ، لہٗ اور ھُو کے تصور و مراقبہ سے سالک باہوشیار اور باشرع ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اس کے وجود سے شیطانی استدارج، نفس کے مکر و فریب اور ناری تجلیات کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔ نیز ذکرِ خفیہ کے بعد وہ اظہار نہیں کرتا بلکہ خاص راز کو راز ہی رکھتا ہے۔ آپ قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں:

"مقامِ فنا فی اللہ یہ ہے کہ جب کوئی اسمِ اَللّٰہُ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو تاثیرِ اسمِ اَللّٰہُ اُسے معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ بخش دیتی ہے اور ماسویٰ اللہ کا ہر نقش اُس کے دل سے مٹا دیتی ہے۔ جو شخص اِس مقام پر پہنچ کر دریائے توحید سے معرفتِ الٰہی کا جام پی لیتا ہے وہ سر سے قدم تک لباسِ شریعت پہن لیتا ہے اور امر معروفِ شریعت کی اشاعت میں کوشاں رہتا ہے اور معرفتِ الٰہی کے جو جو اسرار اُس پر کھلتے جاتے ہیں اُن کا جاہلوں کے سامنے نہ تو اظہار کرتا ہے اور نہ ہی ڈھنڈورا پیٹ کر اُن سے خود فروشی کرتا ہے"۔[50]

لطیفہ خفی حاصل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ سالک کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی معیت اور مجلسِ محمدی (ﷺ) کی دائم حضوری نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں:

"ذاکرِ خفیہ خدا کا ہم مجلس ہوتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ "جو آدمی میرے ذکر میں مشغول ہوتا ہے مَیں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں"۔ دوسرے یہ کہ ذاکر مجلسِ محمدی (ﷺ) میں ہر وقت حضور نبی رحمت (ﷺ) کا ہم صحبت ہوتا ہے"۔[51]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"ذکر اللہ و تسبیح کے بارے میں ایک صحیح حدیثِ نبوی (ﷺ) میں حضور نبی کریم (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے۔ "تمام فرائض میں سے پہلا فرض ذکر اللہ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر ہے"۔ لیکن یہ ذکر خفیہ ہونا چاہیے نہ کہ بلند آواز سے کہ ذکرِ خفیہ مشاہدۂ حضوریٔ قرب اللہ راز سے تعلق رکھتا ہے۔ ذکرِ خفیہ اُس آدمی کو نصیب ہوتا ہے جو حضور نبی رحمت (ﷺ) کی مجلس کی حضوری سے مشرف اُن کا حبیب و مسکین و غریب و فقیر ہو"۔[52]

حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے سالک کا جو معیار وضع فرمایا ہے وہ مقامِ خفی ہی ہے۔ جیسا کہ آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"عمر بھر کی ریاضت سے بہتر ہے کہ نظر تجلی پر رکھی جائے اور توجہ استغراقِ فنا فی اللہ پر۔ استغراقِ فنا فی اللہ کے علاوہ ہر مرتبے کی تجلی خام وناتمام تجلی ہے۔ مطلبِ کلی کا مرتبہ کون سا ہے؟ اپنی ہستی کو مٹا کر حق رسیدہ ہو جانا کہ یہ سب سے بہتر انجام ہے یعنی جمعیتِ نورِ اللہ کا جام پی لینا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس"۔[53]

اخفیٰ:

اگرچہ مرتبہ فنا کے بعد سالک کو خاص مراتب حاصل ہو جاتے ہیں لیکن حضور سلطان باھو قدس اللہ سرّہٗ نے سالک کے لئے انتہائی درجہ اخفیٰ بیان فرمایا ہے جہاں وہ مرتبہ بقاباللہ پر فائز ہوتا ہے۔ اس کا مقام بھی عین سینہ ہے۔ جب سالک پر لطیفہ اخفیٰ کا مقام عیاں ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ حق پا لیتا ہے۔ مقامِ اخفیٰ حضور نبی رحمت (ﷺ) کی توفیق سے عطا ہوتا

[49] (مجالسۃ النبی خورد، ص:31)
[50] (شمس العارفین، ص:168)
[51] (عقل بیدار، ص:163)
[52] (عقل بیدار، ص:59)
[53] (شمس العارفین، ص:223)

ہے-لطیفہ اخفیٰ اور دیگر تمام لطائف کا حصول و ترقی اسم اللہ ذات کی برکات سے ہی ممکن ہیں-جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"جان لے کہ اساسِ معرفت، معراجِ محبت، ملاقاتِ روحانی، قربِ اللہ حضوری، مشاہداتِ اسرارِ ربانی، مراتبِ فقر فنا فی اللہ بقاباللہ، ابتدا وانتہائے توحید سبحانی اور تصور، تفکر، تصرف، توجہ اور توکل کے تمام مراتب صاحبِ مشقِ تصورِ اسم اللہ ذات کو حاصل ہوتے ہیں کہ جب تفکر کی انگلی سے دل پر نقشِ اسم اللہ ذات کو بار بار لکھنے کی مشق کی جاتی ہے تو ذکرِ حضور و کلماتِ ربانی والہامِ مذکور حضور کے ہر طرح کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں"-[54]

اسی ضمن میں ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"تصورِ اسم اللہ ذات سے اس قدر کثیر ذکر کھلتا ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا- چنانچہ وجود کا ہر ایک بال علیحدہ علیحدہ ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے اور سر سے قدم تک وجود کے تمام اعضا مثلاً گوشت پوست، رگیں، ہڈیاں اور مغز وغیرہ سب پُر جوش ذکرِ اَللّٰہُ کرنے لگتے ہیں-یہی وہ مرتبہ صاحبِ تصورِ اسم اللہ ذات ہے کہ جس سے اُس کے مغز و پوست (ظاہر باطن) میں اللہ ہی اللہ سما جاتا ہے اور ہاں! ذکر اُس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ یہ چار چیزیں حاصل نہ ہو جائیں-(1) مشاہدۂ غرق فی اللہ، (2) مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری، (3) غیر ماسویٰ اللہ سے لا تعلقی اور (4) مراتبِ بقاباللہ تک رسائی"-[55]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے مقامِ اخفیٰ پر ذکر، استغراق و مراقبہ کا جو طریقہ بیان فرمایا ہے وہ کچھ اس طرح ہے:

"جب صاحبِ اشتغال اللہ دوزانو ہو کر سر جھکاتا ہے اور آنکھیں بند کر کے تصورِ اسم اللہ ذات کے مراقبہ میں غرق ہوتا ہے تو باطن میں اپنی آخرت سنوارنے کے لئے جسم کو دارالفنا سے دارالبقا میں لے جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک بے جان مردہ ہے- اِس طرح وہ عین العیان کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اُس پر روحانیت کا ازلی سوداسوید اظاہر ہوتا ہے اور حاضراتِ اسم اللہ ذات سے اُس پر تمام احوال منکشف ہو جاتے ہیں"-[56]

طریقِ تصوف میں سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقامِ فنا فی اللہ بقاباللہ حاصل کرے کیونکہ اس کے بعد ہی وہ صحیح معنوں میں حق کو پاتا ہے- یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے لوگ بیگانے ہیں اور جو جانتے ہیں وہ خاموش ہیں- یہی وہ مقام ہے جہاں فقر تمام ہے اور سالک فقر اختیار کر کے فقیر بنتا ہے جو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں رہتا، اس کے لئے ابتدا اور انتہا ایک ہو جاتی ہے- حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

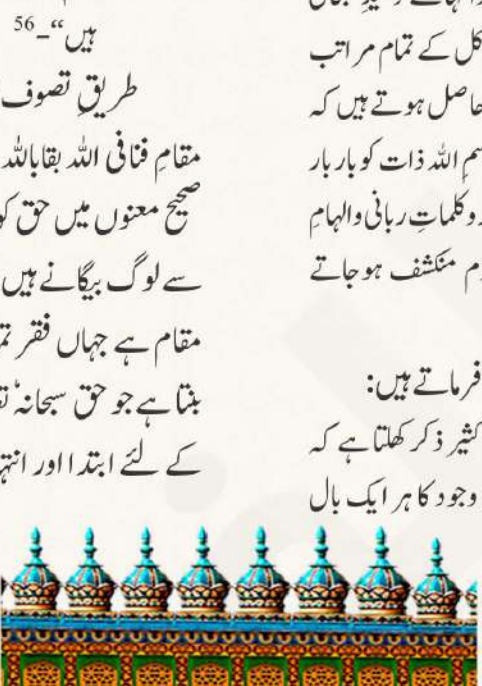

"اگر کوئی عاقل و ہوشیار باش ہے تو معرفتِ فقر کی انتہا پر پہنچ کر مرتبۂ فنا حاصل کرتا ہے اور پھر فنا سے بقا اور بقا سے لقائے حق تک پہنچتا ہے- جو آدمی اِن مراتب تک پہنچ جاتا ہے اُسے دنیا و آخرت اور موت و حیات کے ذکر فکر و مراقبہ میں مزہ نہیں آتا اور وہ تماشائے ہر دو جہان، نور حضور، حور و قصور اور نعمائے بہشت سے ہرگز خوش نہیں ہوتا کہ وہ لاھُوت لامکان کو عیاں طور پر دیکھتا ہے اور وہاں اُسے جو کچھ نظر آتا ہے اُسے خود سے بیان کرتا ہے- اِس مقام پر ابتدا و انتہا ایک ہو جاتی ہے اور درمیان میں رسم رسوم، گفت و شنید، کوشش و کشش، جذب و توجہ، وجد وارادات اور الہام و درجات کے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور قربِ حق کا احساس اُسے بے قرار رکھتا ہے کہ دل مشتاقِ نظارہ ہوتا ہے اور اُسے موت کا اشتیاق و انتظار رہتا ہے- اِسے رحمتِ ربّانی قربِ رحمانی کالباس کہتے ہیں"-[57]

[54](شمس العارفین، ص:81)
[55](شمس العارفین، ص:91-93)
[56](شمس العارفین، ص:151)
[57](عقل بیدار، ص:116)

ایک ضروری وضاحت:

لطائفِ ستّہ کے بارے میں مختلف منہاجِ تصوف میں مختلف نظریات اور طریقہ ہائے کار موجود ہیں- لیکن حضور سلطان صاحب قدس اللہ سرّہٗ نے اس روحانی سفر کی حقیقت کو بھی بیان فرمایا اور دیگر مجہول طریقوں کی تردید بھی فرمائی ہے- آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

"جب نفس کا تصفیہ ہو جاتا ہے اور مطمئنہ بن کر نور ہو جاتا ہے تو نفس نور قلب کا لباس پہن لیتا ہے، قلب نور روح کا لباس پہن لیتا ہے، روح نور سِر کا لباس پہن لیتی ہے سِر نور اسرار کا لباس پہن لیتا ہے اور یہ سب مل کر جب ایک نور ہو جاتا ہے تو وجود میں ایک نوری صورت پیدا ہو جاتی ہے جسے محض توحید مطلق توفیق الٰہی کہتے ہیں- مجھے تعجب ہوتا ہے ان احمق لوگوں پر جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں اور باطن میں معرفت الٰہی توحید سے بے خبر رہتے ہیں، دل کو دم کے ساتھ بند کر کے بائیں طرف گھماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مقام قلب ہے- یہ لوگ کلب (طالب دنیا کتے) کو قلب سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر حبس دم ہے جب کہ ذکر حبس دم کا تعلق مشاہدۂ حضوری سے ہے- ان کی ذکر حبس دم کی یہ شرح محض عبث و ناروا ہے- اس کے بعد وہ دل کو دم کے ساتھ بند کر کے دائیں جانب گھماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر روح ہے لیکن وہ مقام روح سے واقف نہیں کہ ذکر روح تو ایک گہرا دریا ہے جس میں طوفان نوح کی طرح طوفان شوق موجزن رہتا ہے- اس طوفان میں شوق کی کشتی عرش سے اوپر تیرتی ہے- اس کے بعد وہ دم کو بند کر کے دماغ سر میں لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر خفی ہے، یہ ذکر یخفی ہے، یہ ذکر قربانی ہے، یہ ذکر سلطانی ہے لیکن ذکر سلطانی سے یہ لوگ بے خبر ہیں"-[58]

حرفِ آخر:

قرآن کا فلسفہ ہے کہ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور اسے لوٹ کر بھی وہیں جانا ہے- یہ درمیان کا حصہ بہت ہی مختصر ہے جس کا مقصد بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت و پہچان حاصل کرنا، اس کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرنا، اس کے احکامات کی پاسداری کرنا، اس کے قرب و وصال کے حصول کا متلاشی رہنا اور آخرت کی تیاری کرنا ہے- اس مقالہ میں چند جید صوفیاء کرام کی تعلیمات میں سے لطائف ستہ کے بیان کا مقصود بھی یہی ہے کہ حضرت انسان ایک ہی مقام پر اکتفانہ کرے بلکہ مکتبہ عشق میں ترقی حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگا رہے اور اسم اللہ ذات کے ذکر سے اپنا ظاہر و باطن روشن کرے- اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے- آمین

☆☆☆

[58](اسرار القادری، ص:77-79)

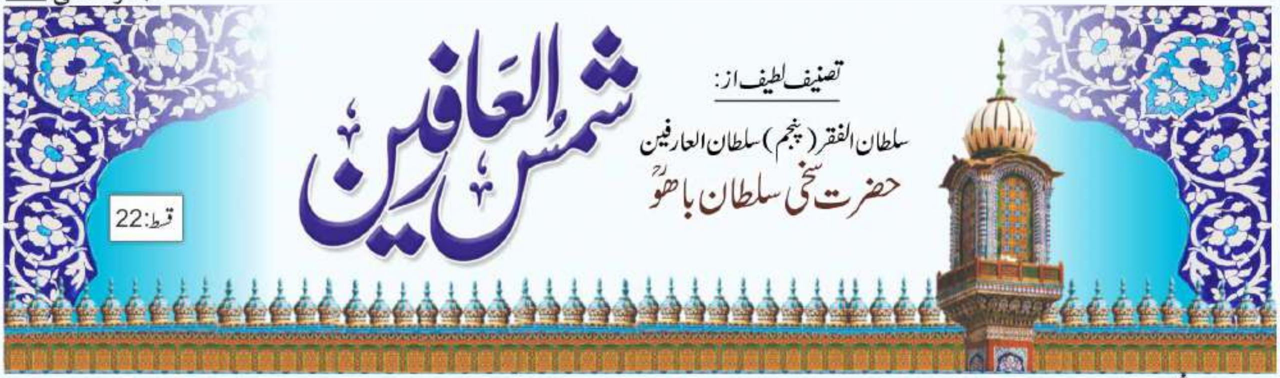

مترجم: سید امیر خان نیازی

جو شخص اِن اذکار کا ذاکر نہیں اُس کا مراقبہ مردود ہے اور وہ خطرات میں گھرا ہوا سیاہ دل طالبِ دنیائے مردار ہے- اہلِ دنیا کو قربِ الٰہی ہر گز حاصل نہیں ہو سکتا خواہ بظاہر وہ دنیا میں کتنا ہی صاحبِ عز و جاہ اور صاحبِ روضہ و خانقاہ کیوں نہ ہو- جس کی نظر آخرت کے ملکِ عظیم پر پڑ جائے وہ نفس و شیطانِ رجیم سے فارغ ہو کر صاحبِ وصفِ کریم ہو جاتا ہے- اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس- صاحبِ مراقبہ انتہائی عظیم مراتب کا مالک ہوتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدیم باطنی صراطِ مستقیم پر گامزن اہلِ ہدایت ہوتا ہے- صاحبِ مراقبہ کا مراقبہ اُس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ وہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کے ذریعہ مراقبہ نہیں کرتا- خاص الخاص مراقبہ تصورِ اسمِ اللہ ذات کا مراقبہ ہے کہ اُس کی اساس صحیح ذکر فکر اور تسبیح پر ہے- صاحبِ مراقبہ کا مرتبہ اتنا عظیم ہے کہ ہدایتِ الٰہی کا یہ راہی دورانِ خواب باطن میں معرفتِ الٰہی اور مجلسِ محمدی (ﷺ) کا مشاہدہ کرتا ہے اور انبیاء و اولیاء اللہ سے مجلس و ملاقات کرتا ہے- جس کے پاس مراقبہ کے یہ دو گواہ نہیں اُس کا مراقبہ غلط ہے بلکہ وہ مراقبہ کی راہ ہی نہیں جانتا-

مراقبہ ایک ایسا نگہبان و محافظ ہے جو صاحبِ مراقبہ کو خطراتِ نفس و شیطان و دنیائے پریشان سے بچا کر منزل پر منزل اور مقام پر مقام طے کراتا ہوا معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ میں غرق کر کے مجلسِ محمدی (ﷺ) میں پہنچا دیتا ہے- ایسا صاحبِ مراقبہ جب بھی چاہتا ہے طریقِ تحقیق سے ملازمِ حضور ہو جاتا ہے- عارف باللہ کا مراقبہ انتہائی کامل مراقبہ ہوتا ہے کہ اُس کا باطن معمور اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے، ایسی کامیابی پر اُسے مبارک باد ہو-

جان لے کہ تین چیزیں پوشیدہ نہیں رہ سکتیں خواہ اُنہیں ہزاروں پردوں ہی میں کیوں نہ چھپایا جائے، ایک آفتاب، دوسرا مشک معطر دینِ محمدی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور تیسرا صاحبِ معرفتِ "اِلَّا اللّٰہُ" عارف باللہ- اگر کوئی شخص دورانِ خواب یا مراقبہ بہشت میں چلا جائے اور بہشت کا کھانا کھا لے یا وہاں کی ندی کا پانی پی لے یا حور و قصور کو دیکھ لے تو خواب و مراقبہ کے بعد عمر بھر اُسے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی، اُس کے وجود سے بھوک و پیاس مٹ جاتی ہے اور عمر بھر اُسے نیند نہیں آتی اگرچہ بظاہر وہ سوتا ہوا نظر آتا ہے- وہ تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیتا ہے- اُس کے وجود میں طاعت و بندگی کی ایسی توفیق بھر جاتی ہے کہ اُس کا سر رات دن سجدے سے فارغ نہیں ہوتا- وہ روز بروز فربہ ہوتا جاتا ہے بظاہر وہ جو کچھ کھاتا پیتا ہے محض لوگوں کی ملامت سے بچنے اور اُن سے پوشیدہ رہنے کی غرض سے کھاتا پیتا ہے، اُس کے لیے موسمِ سرما و گرما ایک جیسا ہوتا ہے بلکہ گرمی و سردی اُسے مزہ دیتی ہے، لیکن ایک درویش کے لئے یہ مراتب بھی نہایت ادنیٰ اور حقیر ہیں، فقیر کو اِن مراتب سے شرم و حیا آتی ہے کہ یہ مراتب فقرِ محمدی (ﷺ) سے بہت دور ہیں، اِن کا تعلق نفس و ہوا سے ہے- انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ دورانِ خواب یا مراقبہ لقائے ربّ العالمین سے مشرف ہو جائے، پھر اُس کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا- اُس کے وجود میں معرفتِ توحیدِ الٰہی، تصورِ اسمِ اللہ ذات اور طلب و محبت کی ایسی آگ پیدا ہو

جاتی ہے کہ جس کی ضرب و جلالیت سے نفس ہر وقت قہر و غضب و عتاب کا شکار رہتا ہے، لباسِ شریعت پہنتا ہے، اشاعتِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور ہمیشہ پکارتا رہتا ہے: ”تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰيٰتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ“ (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں تفکر کرو مگر اُس کی ذات میں تفکر مت کرو)- سب سے عظیم نعمت معرفتِ توحید ہے- وہ اللہ تعالیٰ کے جسم و جوہر اور صورت کے متعلق نہیں سوچتا کہ وہ بے مثل و بے مثال ذات ہے- وہ اپنے وجود کے تنور میں اعضائے بدن کے ایندھن کو آتشِ ذکر اللہ میں اِس طرح جلاتا رہتا ہے جس طرح کہ آگ خشک ایندھن کو جلاتی ہے- اگر وہ ذرہ بھر آتشِ جلالیتِ حضور کی نظر سے زمین و آسمان کو دیکھ لے تو وہ جل اُٹھیں مگر آفرین ہے اُس کے حوصلے پر کہ وہ اِس آگ میں جلتا رہتا ہے لیکن دم نہیں مارتا اور قیامت تک اِس سے خلاصی نہیں پاتا- اِس مرتبے پر پہنچ کر بعض لوگ کافر و مشرک ہو جاتے ہیں اور بعض دیوانے و مجنون و مجذوب ہو جاتے ہیں- جو شخص اِس آگ کو برداشت کر لیتا ہے وہ لباسِ شریعت پہن کر خبردار و ہوشیار رہتا ہے اور خلقِ خدا کو نہیں ستاتا- ہزاراں ہزار مجذوب اِس آگ میں جل مرے- ہزاروں میں سے کوئی ایک ہی معرفتِ الٰہی کے آبِ رحمت سے سیراب ہو کر مرتبۂ محبوبیت تک پہنچا- میرا یہ قول میرے اپنے حال کے عین مطابق ہے- جان لے کہ جملہ طبقاتِ زمین و آسمان محض اسمِ اللہ ذات کے ادب میں بغیر کسی ستون کے ایستادہ ہیں اور قیامت تک اسمِ اللہ ذات کی طرف متوجہ رہیں گے- زمین و آسمان کی ہر چیز اسمِ اللہ ذات کی تسبیح میں مشغول ہے- فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ”زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہے کہ وہ غالب حکمت والا ہے-“ مزید فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ”بے شک ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا لیکن وہ ڈر گئے اور اُس بارِ امانت کو اُٹھانے سے معذورت کر لی لیکن اِنسان نے اُس امانت کو اُٹھالیا، بے شک وہ (اپنے نفس کے لئے) جاہل و ظالم نکلا“- خواب و مراقبہ کی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے بلکہ مراقبہ خواب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے کہ صاحبِ خواب تو شور و غوغا سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن جس پر مراقبہ غالب آجاتا ہے وہ نورِ وحدانیتِ ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو کر اِس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی تن سے اُس کا سر بھی اُڑا دے تو اُسے خبر نہیں ہوتی- پس معلوم ہوا کہ مراقبہ موت کی مثل ہے لیکن موت کی مثل ہوتے ہوئے بھی مراقبہ میں شعور بیدار رہتا ہے اور جواب باصواب پاتا رہتا ہے- مراقبہ سے عارفوں کو نورِ معرفت کی سرفرازی نصیب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی رہتا ہے اور وہ اللہ سے راضی رہتے ہیں، یعنی وہ اللہ کی دوستی پر راضی رہتے ہیں- فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ”لوٹ اپنے پروردگار کی طرف راضی ہو کر- پس میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنتِ قرب میں آجا“- مراقبہ محرمِ اسرارِ الٰہی ہے- صاحبِ مراقبہ کی بیداری بھی خواب ہوتی ہے اور اُس خواب میں وہ ہوشیار رہتا ہے اور بجز مشاہدۂ حق ماسویٰ اللہ کی دید سے استغفار کرتا ہے- مراقبہ سے محبت و معرفت اور ملاقات و مجلسِ محمدی (ﷺ) کے مراتب حاصل ہوتے ہیں جو اہلِ محبت محققین کا نصیبہ ہے- مردہ دل مردود لوگ مراتبِ مراقبہ سے محروم رہتے ہیں- مراقبہ مومنین کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخشتا ہے اِس لئے مراقبہ مومنین کے لئے معراج ہے جس طرح کہ نماز مومنین کے لئے معراج ہے- مراقبہ اور معرفت عارف باللہ کے لئے بال و پر کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اُس کی نظر ہمیشہ معرفتِ الٰہی پر رہتی ہے- مراقبہ کی بہت سی اقسام ہیں-

الغرض! جب صاحبِ اشتغال اللہ دوزانو ہو کر سر جھکاتا ہے اور آنکھیں بند کر کے تصورِ اسم اللہ ذات کے مراقبہ میں غرق ہوتا ہے تو باطن میں اپنی آخرت سنوارنے کے لئے جسم کو دارالفنا سے دارالبقا میں لے جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک بے جان مردہ ہے- اِس طرح وہ عین العیان کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اُس پر روحانیت کا ازلی سوداسوید اظاہر ہوتا ہے اور حاضراتِ اسمِ اللہ ذات سے اُس پر تمام احوال منکشف ہو جاتے ہیں- صاحبِ استغراق جان کنی کے مراحل سے گزر کر مردہ ہو جاتا ہے اور غسال آکر اُسے غسل دیتا ہے، لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں- پھر اُس کی روح کو مقامِ دماغ کی اُس ہڈی میں لایا جاتا ہے جس کا نام استخوان الابیض ہے اور اُسے ولایت الابن کہا جاتا ہے اور یہ زمین و آسمان سے زیادہ وسیع مقام ہے، یہاں پل بھر میں فرشتے اُس سے ستر ہزار سوال کرتے ہیں-

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO
ابیاتِ باھو

عشق اسانوں لِسیاں جاتا کرکے آوے دھائی ھو
جتول ویکھاں مینوں عشق دسیوے خالی جگہ نہ کائی ھو
مُرشد کامل ایسا ملیا جس دل دی تاکی لاہی ھو
میں قربان اس مرشد باھو جس دسیا بھیت الٰہی ھو

Ishq seen us vulnerable and comes charging towards me Hoo
Whichever direction I glance I see ishq I could not find any space free Hoo
Met such murshid who has opened window of the heart for me Hoo
I sacrifice upon such murshid Bahoo who has made known secret of Elahi Hoo

Ishq asanoo'N lissya jata kr k aaway dhai Hoo
Jit wal wekhaa'N ishq diseeway Khali jagah na kai Hoo
Murshid kamil milya jis dil di taaki lahi Hoo
Main qurban os murshid Bahoo jis dassiya bhait ilahi Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

ہر کہ در زندان بود عاجز تمام بعد از مُردن شود واصل مدام

”جو فقیر دنیا کے قید خانے میں مکمل عاجز و بے بس ہو جائے وہ مرنے کے بعد دائمی وصال سے مشرف رہتا ہے“-(نور الھدٰی)

در اصل اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں عاجزی، مسکینی اور شکستہ دلی طالب کیلئے ایک نایاب تحفہ ہے جس کے ذریعے طالب مقصدِ حیات (معرفتِ الٰہی و مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاصل کرلیتا ہے-جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”یہ نادر موتی جسے دل کہتے ہیں شکستگی سے جتنا عاجز ہوتا ہے اُتنی ہی اُس کی قیمت بڑھتی ہے“-مزید ارشاد فرمایا:”اپنے دل میں کبر و ہوا کا ذرہ بھی نہ آنے دے کہ کبر سے کبھی کوئی معزز مرتبہ پر نہیں پہنچ سکا ہے-تو زلفِ محبوب کی طرح شکستہ دلی کو اپنا شیوہ بنالے تاکہ تو بھی ہزار ہا دلوں کو اپنا دیوانہ بنا سکے“-(اسرار القادری)

2:جب طالب اللہ، مرشد کامل کی اجازت اور نگرانی میں غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر اپنے آپ کو اسم اللہ ذات کے ذکر میں مشغول کرتا ہے تو ”فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللہِ“(پس تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ (انوار و تجلیات اور نور) ہی نظر آئے گا-البقرۃ:115) کا مصداق بن کر اسے ہر سُو اپنے مالک حقیقی کے جلوے اور انوار و تجلیات نظر آتے ہیں-جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”جب سالک کے دل میں جمالِ حق تعالیٰ کا نور روشن ہوتا ہے تو تمام دل کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، پھر مجال نہیں کہ وہ غیر حق خیال کو دل میں گزرنے دے-وہ تمام ولایتِ دل پر قابض ہو جاتا ہے-دل بھی تجلی کی گنجائش کے مطابق وسیع ہو جاتا ہے اور کسی وقت بھی مشاہدۂ تجلی سے خالی و بے بہرہ نہیں رہتا-وہ ظاہر باطن میں جدھر بھی دیکھتا ہے اُسے جلوۂ حق نظر آتا ہے“-(محک الفقر کلاں)

اس لیے آپؒ طالب اللہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:”سن اے حق شناس! معیتِ خدا حاصل کر اور اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کا نقش دل سے مٹا دے تاکہ ذاتِ حق کے سوا دل میں کچھ بھی باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک:”کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ o وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ“(زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا-الرحمٰن:26-27) کے مطابق صرف اُسی کے ہی جلوے تیرے دل میں باقی رہ جائیں“-(عین الفقر)

3:جیسے دنیاوی علم یا ہنر سیکھنے کیلئے استاذ کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی روح کی بیداری اور رُوحانیت کے حصول کے لیے ایک رہبر کامل اور مرشد حق نما کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اُس کے بغیر دل کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”جس طرح کسی عامل اُستاد کے بغیر پارہ کشتہ ہو کر کھانے کے قابل نہیں ہوتا اُسی طرح عطائے مرشدِ کامل کے بغیر معرفتِ توحیدِ الٰہ ہرگز حاصل نہیں ہوتی کیونکہ وجودِ انسانی ایک طلسم کدہ ہے جسے صاحبِ طلسمات مرشد ہی کھول کر خزائنِ الٰہی بخش سکتا ہے اور صاحبِ معما مرشد ہی وجود کے معما کو حل کر سکتا ہے-اللہ بس ماسوی اللہ ہوس“(اسرار القادری)

سلک باید سالکی را راہ ہادی پیشوا سیر سرّش می رساند با محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اصفیا

4:”سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ہادی (مرشدِ کامل) کو اپنا پیشوا بنالے تاکہ وہ اُسے اسرارِ الٰہی سے آگاہی بخش کر حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دے“-(عین الفقر)

درحقیقت مرشد کامل کے سینہ مبارک میں اللہ عزوجل کی معرفت کے اسرار و رموزِ پنہاں کا مخزن ہوتا ہے جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”الٰہی تیرا راز ہر صاحبِ راز مرشد کے سینے میں جلوہ گر ہے، تیری رحمت کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے، جو بھی تیری درگاہ میں عاجزی سے آتا ہے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا“-(کلید التوحید کلاں)

اس لیے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) طالب مولیٰ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر تو معرفت الٰہی اور مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا صدقِ دل سے خواہاں ہے تو تیرے لیے مرشدِ کامل کے دامن سے وابستہ ہونے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں-جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

”اے باھُوؒ! جو شخص طلبِ مولیٰ کا دعویٰ کرتا ہے اُس کے لئے اِس سے بہتر اور کوئی عمل نہیں کہ وہ کسی مرشدِ کامل کو اپنا پیشوا بنالے“-(عین الفقر)

مزید ارشاد فرمایا:”الغرض! ورد و ظائف اور اعمال ظاہر سے طالب اللہ باطن میں کبھی بھی مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہِ باطن صرف صاحبِ باطن مرشد کامل ہی سے حاصل ہوتی ہے کہ وہ پل بھر میں مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچا دیتا ہے“-(شمس العارفین)

English Translation of

SULṮĀN AL-‘ĀRIFĪN SULTAN BAHOO’S

Persian Book

Kalīd At-Tawẖīd

THE KEY OF MONOTHEISM

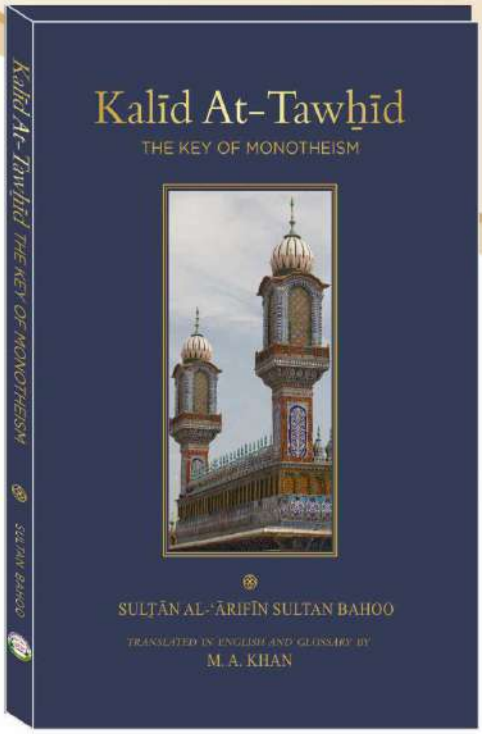

Published & Available

TRANSLATED IN ENGLISH AND GLOSSARY BY

M. A. KHAN

Luton, UK

A Meaningful Struggle

International Standard

کلید التوحید (خورد) سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی معروف ومقبول تصنیف ہے- آپؒ نے اس کتاب کو"مشکل کُشا" کا خطاب دیا- یہ کتاب تصوف کے انتہائی درجات جیسے توحیدِ الٰہی، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، فقر فنا فی اللہ بقا باللہ پہ قرآن وسنت کی روشنی میں خوبصورت بحث سے بھرپور ہے جو راہِ حق کے راہی کیلئے راہنما کا درجہ رکھتی ہے- مذکورہ کتاب کا انگریزی ترجمہ جناب ایم-اے خان کی انتھک کاوشوں سے منظرِ عام پر آچکا ہے جس سے حضرت سلطان باھوؒ کی علم وفقر کی تعلیمات انگریزی قارئین تک بہم پہنچے گی- کتاب میں ضروری مقامات پہ فُٹ نوٹ اور آخر پر حضرت سلطان باھوؒ کی بیان کردہ اصطلاحات کا جامع ومنفرد انداز میں ترجمہ قاری کیلئے آسانی اور دلچسپی کا باعث بنتا ہے-

یہ ترجمہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو دُنیائے جدید میں پھیلانے کا مؤثر ذریعہ ہے-

علم دوست لوگوں کے لئے خوبصورت تحفہ

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان

اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

ہیڈ آفس: دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان

پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور

ویب سائٹ: www.alfaqr.net

ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com